بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِسلامی مدارِس

اور

دارالعلوم

از

مولانا شبلی نعمانی مرحوم

باہتمام
شاہ نذیر ہاشمی
النّاظر پریس وِاقع لکھنؤ مین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُردو زبان کا مکمل کتب خانہ

اکثر شیدایان علم و ادب کو یہ شکایت کرتے سنتے تھے کہ اُردو میں اول تو جملہ علوم و فنون کی کتابیں نہیں ہیں اور پھر یہ ستم ہے کہ جسقدر اعلیٰ درجہ کی کتابیں شایع ہوئی ہیں اُنکی فراہمی نہایت دشوار ہے۔ اور تو اور مشہور و مستند مصنفین کی جملہ تصانیف بھی آپ کسی ایک دوکان یا شہر میں خرید نہیں سکتے۔ سر سید احمد خان۔ خواجہ الطاف حسین حالی۔ مولانا نذیر احمد۔ مولوی محمد حسین آزاد۔ علامہ شبلی نعمانی۔ نثر اُردو کے عناصر خمسہ مانے جاتے ہیں۔ مگر آپ چاہیں کہ کسی بڑے سے بڑے تاجر کتب کی دوکان پر یا ہندوستان کے کسی بڑے سے بڑے شہر میں اُن کی جملہ تصانیف یا کم سے کم تمام مشہور کتابیں ہی مل جائیں تو "این خیال است و محال است و جنون"

گنتی کے پانچ تو مصنف ہیں جنکی تصانیف کی تعداد سو سے زاید نہیں اور یہ بھی کسی ایک جگہ میسر نہیں آتیں۔ ایسی صورت میں کوئی اُردو کا کتبخانہ کہاں سے قائم کرے۔

غرضکہ یہ اور اسی قسم کے مایوس کن خیالات ایک دو نہیں بلکہ صدہا تعلیمیافتہ اور علم دوست اصحاب سے سنے تھے جنکی بنا پر مجھے بحیثیت ایک اُردو کے ادنےٰ خادم ہونے کے یہ خیال پیدا ہوا کہ جہان ہماری زبان میں جدید تصنیفات و تراجم کی تیاری و اشاعت کے لیے علمی مرکزوں اور ادبی مجلسوں کے قیام کی ضرورت ہے وہان کم سے کم ملک بھر میں کوئی کارخانہ ایسا بھی ہونا چاہیے جو صاحب ذوق اور ارباب علم کو ضرورت کے وقت اُردو کی تمام اعلیٰ درجہ کی کتابیں فراہم کیا کرے۔

یہ کام جتنا اہم اور ضروری تھا اُتنا آسان نہ تھا تاہم چند سال ہوئے کہ خدا کا نام لیکر "الناظر بک ایجنسی" نے اسکے انجام کا تہیہ کیا اور اگرچہ ابھی تک اس کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی مدارس و دارالعلوم

اسلام مین باقاعدہ تعلم و تعلیم کا آغاز [illegible] ہے۔ اور اول ہی کی دو تین صدیون مین جس درجے کے سینکڑون ہزارون مجتہد فقیہ۔ ادیب۔ شاعر۔ فلاسفر مورخ پیدا ہو گئے۔ زمانے کو نو سو برس کی وسیع مدت مین بھی اس پائے کے لوگ نصیب نہین ہوئے لیکن تعجب ہے۔ کہ تاریخ کے صفحون مین چوتھی صدی کے اخیر تک بھی کسی کالج یا اسکول کا نشان نہین ملتا۔ مسجدون کے صحن۔ خانقاہون کے حجرے۔ علماء کے معمولی مکانات بھی اُس وقت کے مدرسے یا دارالعلوم تھے چیمبرس انسائیکلوپیڈیا مین لکھا ہے۔ کہ [1] مامون الرشید کے زمانے مین عمدہ عمدہ مدرسے۔ بغداد۔ بصرہ۔ کوفہ۔ بخارا مین قائم ہوئے۔ اس سے بھی زیادہ واضح انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی شہادت ہے۔ کہ [2] مامون نے اپنی ولیعہدی کے زمانے مین خراسان مین ایک کالج بنوایا۔ جس مین مختلف ملکون سے نہایت لائق لائق استاد بلا کر مقرر کئے۔ اور ایک وسیع

[1] کتاب مذکور۔ ذکر عرب۔

فاضل کو جو دمشق کا رہنے والا اور مذہبًا عیسائی تھا۔ کالج کا پرنسپل مقرر کیا[۱]۔ اگر یہ روایتین صحیح ہون۔ تو مدرسون کی ابتدائی تاریخ۔ تصنیفات کے عہد سے قریب ہو جاتی ہے۔ لیکن ہم کو معلوم ہے۔ کہ ایشیا کا وسیع النظر مورخ ان شہادتون کو بے پروائی کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اور یہ کہکر ٹال دیگا۔ کہ "اپنے گھر کا حال ہم تم سے زیادہ جانتے ہین"

عام خیال تو یہ ہے۔ اور تعجب ہے۔ کہ علامہ ابن خلکان بھی اس سے متفق ہین۔ کہ "اسلامی دنیا مین اول جس نے مدرسون کی بنیاد ڈالی۔ وہ دولت سلجوقیہ کا وزیر اعظم نظام الملک طوسی تھا" اولیت کی تعیین تو ہم نہین کرسکتے۔ مگر یہ بتا سکتے ہین۔ کہ نظام الملک سے پہلے علمی عمارتون کے آثار موجود تھے۔ ۳۹۵ھ مین حاکم مصر نے ایک بڑا مدرسہ بنوایا۔ بہت سی کتابین اس پر وقف کین۔ اور فقہا و محدثین درس و تدریس کیلئے مقرر کئے[۲]۔

سلطان محمود غزنوی نے بھی ہندوستان کی بے انتہا دولت کا ایک حصہ اس عمدہ کام مین صرف کیا۔ متھرا کی فتح سے واپس جاکر قریبًا ۴۱۰ھ خاص دار السلطنت غزنی مین ایک نہایت عالیشان مدرسہ بنوایا۔ ایک کتب خانہ بھی اس مین شامل تھا۔ جس مین مختلف زبانون کی کتابین نہایت کثرت سے جمع کی گئی تھین۔ مدرسے کے مصارف کے لئے بہت سے دیہات اور مواضع

[۱] کتاب مذکور حالات مامون الرشید۔ [۲] حسن المحاضرۃ علامہ سیوطی۔ ذکر حوادث غریبہ مصر ۳۹۵ھ۔ و تاریخ کامل واقعات ۳۹۵ھ ۱۲۔

وقف کئے۔ محمد قاسم۔ فرشتہ کا بیان ہے۔ کہ اس عمدہ نظیر کی تقلید تمام ارکان دولت
اور اُمرا نے بھی کی۔ اور تھوڑے ہی دنون مین غزنی علمی یادگارون سے معمور ہو گیا[۱]
دار السلام بغداد اس فخر کے لئے ہنوز نظام الملک کا انتظار کر رہا تھا۔ لیکن
نیشا پور مین بڑے بڑے کالج و اسکول قائم ہو چکے تھے۔ سلطان محمود کے بھائی
امیر نصر نے ایک مدرسہ بنوایا جو سعیدیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ مدرسہ بیہقیہ کے
مدرس اعظم ابو القاسم اسکاف اسفرائنی تھے۔ امام الحرمین نے جو امام غزالیؒ کے
استاد ہین۔ اسی مدرسے مین تعلیم پائی تھی۔ اُستاد ابو بکر فورک کو لوگون نے خطوط
بھیجکر بلایا! اور جب وہ تشریف لائے۔ تو خاص ان کے درس کے لئے ایک مدرسہ
تعمیر ہوا۔ جس کی نسبت کہا جاسکتا ہے۔ کہ تاریخ اسلام مین اگر کوئی مدرسہ عام
قومی چندے سے بنا۔ تو شاید یہی تھا۔ اُستاد ابو بکر نے ۴۰۶ھ مین وفات پائی
ان کی تصنیفات کا اندازہ سو کے قریب کیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک اور مشہور
مدرسہ علامہ ابو اسحاق اسفرائنی المتوفی ۴۱۸ھ کے لئے قائم ہوا[۲]۔ حکیم ناصر خسرو
سفر کرتا ہوا ۴۳۷ھ مین جب نیشا پور پہنچا۔ تو اس نے ایک مدرسہ دیکھا۔ جو
طغرل بیگ سلجوقی کے حکم سے تعمیر ہو رہا تھا[۳]۔ ایک اور مدرسہ تھا۔ جو ابو سعد
اسمٰعیل استر آبادی کی طرف منسوب ہے۔
اور شاید سب سے اخیر وہ مدرسہ تھا۔ جو نظام الملک کی علمی فیاضی کا

---

[۱] تاریخ فرشتہ متھرا ۱۲ [۲] اس مدرسہ اور مدرسہ بیہقیہ۔ وہ مدرسہ سعیدیہ کے لئے دیکھو حسن المحاضرۃ علامہ سیوطی ذکر اُمہات مدارس۔ باقی مدارس کے حالات ابن خلکان مین اُن علماء کے تراجم مین ملین گے۔ جن کے لیے وہ قائم کئے گئے۔ ابن خلکان مین امام الحرمین کے حالات بھی دیکھو
[۳] سفر نامہ ناصر خسرو مطبوعہ دہلی صفحہ ۴۳-۱۲

پہلا دیباچہ تھا۔ یہ مدرسہ بھی نظامیہ کے نام سے مشہور تھا لیکن جب بغداد کا مشہور دار العلوم قائم ہوا۔ تو اس کی علمی شہرت دب گئی۔ اور اب اگر اس کو نظامیہ کہتے ہیں تو ساتھ ہی نیشاپور کی قید لگانی پڑتی ہے۔ تاہم اس کا یہ فخر کوئی نہیں گھٹا سکتا۔ کہ امام غزالیؒ کے اُستاد علامہ ابو المعالی امام الحرمین اس کے مدرس اعظم تھے۔ اور امام غزالیؒ سے فخر روزگار اسی مدرسے کے ایک مستعد طالب علم تھے حقیقت یہ ہے کہ نظامیہ کی عزت کچھ اس وجہ سے نہیں ہے۔ کہ وہ دنیا میں سب سے پہلا مدرسہ تھا۔ بلکہ اس لئے ہے۔ کہ اس کی عالمگیر شہرت نے تمام پچھلی یادگارون کو اس طرح دلون سے بھلا دیا۔ کہ گویا اس سے پہلے کوئی دار العلم بنا ہی نہ تھا۔ خود بغداد میں بھی تو اس سے کچھ پہلے الپ ارسلان سلجوقی کا ایک مدرسہ موجود تھا جو زر خطیر کے صرف سے تیار ہوا تھا۔ مگر آج کتنے آدمی ہین جو اس کا نام بھی بتا سکین۔

عرب کے سوا اسلامی ممالک مین جتنے خاندان فرمانروا ہوئے اُن سب مین پُر عظمت اور قوی تر آل سلجوق تھے۔ الپ ارسلان و ملک شاہ جن کی شہرت نے یورپ و ایشیا دونون پر برابر قبضہ کیا ہے۔ اسی خاندان کے یادگار تھے۔ اور نظام الملک طوسی جس کے مبارک ہاتھون نے نظامیہ بغداد کی بنیاد ڈالی۔ انؐ

سلہ دیکھو ابن خلکان ترجمہ امام الحرمین و امام غزالیؒ ۱۲ ملک شاہ کی سلطنت کاشغر سے بیت المقدس تک طول میں۔ اور قسطنطنیہ سے بلاد خزر تک عرض مین پھیلی ہوئی تھی۔ اس عہد مین گویا وہ تمام ملک اسلامی کا مالک تھا۔ ۴۴۷ھ مین پیدا ہوا۔ اور ۴۸۵ھ مین وفات پائی۔ نظام الملک نے ۲۰ برس تک اس کے دربار مین وزارت کی۔ (ابن خلکان ترجمہ ملک شاہ و نظام الملک) ۱۲

ہی وو کے دربار مین وزیر اعظم تھا۔ وہ صرف وزیر نہ تھا۔ بلکہ سپید و سیاہ کا مالک تھا۔ اس نے چھ لاکھ دینار کی رقم خاص اس فیاضانہ کام کے لئے خزانہ شاہی سے مقرر کی تھی۔ اور تمام عملداری مین مکتب اور مدرسے قائم کئے تھے۔ خاص اپنی کل جاگیرات مین سے بھی دسوان حصہ مدرسون کے لئے وقف کر دیا تھا[1]

لیکن سب سے بڑا کام جو اُس کے ہاتھون سے پورا ہوا۔ وہ نظامیہ کی تعمیر تھی گبن صاحب اس کی نسبت لکھتے ہین "کہ ایک سلطان کے وزیر نے بغداد مین مدرسہ قائم کرنے کے لیے دو لاکھ دینار[2] وقف کئے۔ اور پندرہ ہزار دینار سالانہ اُس کے صرف کے لئے مقرر کئے نتائج علمی سے چھ ہزار ہر درجے کے طلبا مختلف وقتون مین بہرہ اندوز ہوئے۔ اُن مین امرا کے لڑکے بھی تھے۔ اور اہل حرفہ کے بھی غریب طالب العلمون کے لئے کافی آمدنی مقرر تھی۔ اور مدرسون اور محققون کی تنخواہین بیش قرار تھین"

۴۵۷ھ مین اُس کی تعمیر شروع ہوئی۔ اور ۱۰ ذیقعدہ روز شنبہ ۴۵۹ھ کو بڑی شان و شوکت سے کھولا گیا۔ اگر مورخین کا یہ بیان صحیح ہے۔ کہ رسم افتتاح کے وقت سارا بغداد اُمنڈ آیا تھا۔ اور دار الخلافہ کی کل عظمت اور قوت نظامیہ کے ہال مین مجتمع تھی۔ تو قوم کے علمی جوش اور سلسلہ عمارت کی وسعت کا بھی ہم صحیح اندازہ کر سکتے ہین۔ علامہ ابو اسحاق شیرازی جو ان ممالک مین اُستاد کل تسلیم کئے جاتے تھے۔ مدرّس اعظم مقرر ہوئے۔ لیکن اُنھون نے ایک شُبہ کی

---

[1] آثار البلاد علامہ قزوینی۔ ذکر شہر طوس۔ درر حتین فی اخبار الدولتین ۱۲

[2] ۵ دینار کم از کم پانچ روپے کا ہوتا ہے۔ اگر اسی طرح سے حساب لگائین تو بھی دس لاکھ روپے ہوتے ہین۔

بناپر اس عہدے کو ناپسند کیا۔ اس لئے سر دست ابو نصر مصنّف شامل کو یہ خدمت سپرد ہوئی۔ اور بیس دن کے بعد علامہ ابو اسحاق بڑے اصرار سے اس منصب کے قبول کرنے پر راضی کئے گئے۔ نظامیہ کی عمر مین خدا نے بڑی برکت دی۔ اور جب تک بغداد کی حکومت قائم رہی۔ اُس کی فیاضیان بھی دُور دراز ملکون تک اپنا اثر پہنچاتی رہین۔ ہمارے مخدوم سعدی شیرازیؒ اس کے اخیر زمانے کے طالب العلم ہین[1]۔ امام غزالیؒ۔ ابن الخطیب تبریزی شارح حماسہ۔ ابو الحسن فصیحی۔ شاگرد امام عبد القاہر جیلانی وغیرہ مدرس اعظم۔ امام احمد غزالیؒ ابو المعالی قطب الدین شافعی۔ کیاہراسے وغیرہ وغیرہ وقتاً فوقتاً اُس مین نائب مدرس رہ چکے ہین۔ ہر زمانے مین علما کے لئے نظامیہ کی پروفیسری سے بڑھ کر کوئی بات اعزاز کی نہین ہو سکتی تھی۔ اور دو سو برس کی مدت مین کوئی ایسا شخص اس منصب پر نہین مقرر ہوا۔ جو اپنے زمانے مین یکتائے فن ویگانۂ دہر نہ سمجھا جاتا ہو نظامیہ کے احاطہ مین ایک بڑا کتبخانہ بھی تھا۔ جو خود نظام الملک کے عہد مین تیار ہوا تھا۔ علامہ ابو زکریا تبریزی جو ایک مشہور مصنف عالم تھے۔ کتب خانے کے منتظم تھے۔ (آثار البلاد قزوینی ذکر شہر تبریز) ۵۸۹ھ مین ناصر الدین اللہ خلیفۂ عباسی کے حکم سے ایک اور کتب خانہ

---

[1] نظامیہ کے یہ حالات کامل ابن الاثیر واقعات ۴۵۷ھ و ۴۵۹ھ و اعلام تاریخ مکہ مطبوعہ جرمن ۱۸۵۷ء صفحہ ۱۷۸۔ و تاریخ الخلفاء سیوطی حالات ۴۵۹ھ و تاریخ ابن خلکان ترجمۂ ابو اسحاق شیرازی و ابو نصر صباغ و گبن صاحب کی رومن امپائر حصۂ مسلمانان آغاز دولت عباسیہ و حسن المحاضرہ علامۂ طوسی ذکر مدارس مصر مین اجمالاً و تفصیلاً مل سکتی ہین۔

اس کے احاطے مین تعمیر ہوا۔ اور ہزارون نایاب کتابین شاہی کتبخانے سے
اس کے لئے عنایت ہوئین[1]۔ نظامیہ کی مخصوص فیاضیون مین یہ بات بھی
شمار کی گئی ہے۔ کہ اس نے طلباء کے لئے وظیفے اور تنخواہین مقرر کین۔ جس کا
اس سے پہلے شاید کبھی رواج نہین تھا[2]۔ نظام الملک نے عام مدرسون کے
علاوہ نیشاپور۔ ہرات۔ موصل۔ اصفہان مین جو بڑے بڑے کالج قائم کئے
تھے۔ وہ بھی نظامیہ کہلاتے تھے۔ اور مدت تک نہایت مشہور فائق علماء
ان کے پروفیسر مقرر ہوتے رہے۔ مثلاً نظامیہ ہرات کے مدرس ابوسعد محمدؒ
بن یحییٰ شاگرد امام غزالی تھے۔ نظامیہ موصل مین ابوحامد محی الدین المتوفی
۵۲۷ھ نے درس دیا۔ ارجانی المتوفی ۵۴۴ھ نے نظامیہ اصفہان مین
تحصیل کی لیکن نظامیہ بغداد گویا یونیورسٹی تھی۔ اور یہ تمام کالج اس کی
شاخین تھین۔

نظام الملک نے جو صرف کثیر مدارس وغیرہ کے لئے شاہی خزانے سے
مقرر کیا تھا۔ اُس پر ملک شاہ کو بھی خیال ہوا۔ اور اُس نے نظام الملک کو
بلا کر اپنے معمولی طریقے کے موافق کہا۔ کہ پیارے باپ اس قدر زر کثیر سے
تو ایک فوج مرتب ہو سکتی ہے۔ جن لوگون پر آپ یہ فیاضیان کر رہے
ہین۔ ان سے ایسا بڑا کام کیا نکل سکتا ہے۔ نظام الملک نے کہا۔ جانِ پدر
مین تو بوڑھا ہون۔ لیکن تم ایک نوجوان ترک ہو۔ اگر بازار مین بیچنے کے لئے

---

[1] کامل ابن الاثیر واقعات ۵۰۹ھ۔ ۱۲ [2] حسن المحاضرہ بحوالہ طبقات سبکی
فصل امہات مدارس ۱۲

کھڑے کئے جاؤ۔ تو امید نہین۔ کہ تیس دینار سے زیادہ تمھاری قیمت اوٹھے۔ اس ملک
خدا نے تم کو اتنا بڑا ملک عنایت کیا۔ اس کا اتنا شکریہ بھی تم ادا نہین کر سکتے۔
تمھاری فوج کے تیر چند قدم پر کام دے سکتے ہین۔ لیکن مین جو فوج تیار کر رہا ہون
اس کی دعاؤن کے تیر آسمان کی سیر سے بھی رک نہین سکتے" ملکشاہ بے ساختہ
بول اُٹھا۔ کہ "مرحبا۔ پیارے باپ ایسی فوجین جس قدر ممکن ہون۔ اور
طیار کرنی چاہئین"۔

مسلمانون کی علمی تاریخ مین یہ بات بھی نہایت عجیب اور یاد رکھنے کے
قابل ہے۔ کہ جب ماوراء النہر کے علماء کو نظامیہ کے قائم ہونے کے تمام حالات
سے اطلاع ہوئی۔ تو سب نے ایک مجلس ماتم منعقد کی۔ اور اس بات پر رو ئے
کہ اب کہ وہ اب علم علم کے لئے نہین۔ بلکہ جاہ و ثروت حاصل کرنے کے لئے
سیکھا جائیگا۔ اس روایت سے آئندہ ہم کو ایک رائے قائم کرنے مین مدد ملیگی۔
نظامیہ نے اپنے اثر سے ایک عجیب گرم جوشی تمام ملک مین پیدا کر دی۔
وہ پانچوین صدی مین قائم ہوا۔ اور چھٹی صدی تک اسلامی دنیا کا کوئی
گوشہ (بجز اسپین کے) علمی عمارتون سے خالی نہ رہا۔ خراسان کے بڑے بڑے
صوبے مثلاً مرو۔ نیشاپور۔ ہرات بلخ۔ اور ایران کے علاقے گو پہلے سے علم
و فضل کے مرکز تھے۔ مگر نظامیہ کے اثر نے اور بھی مالا مال کر دیا۔ یاقوت
حموی قریباً چھٹی صدی مین جب مرو پہنچا۔ تو وہان بہت سے مدرسے اور
کتب خانے موجود پائے۔ جن مدرسون کے متعلق بڑے کتب خانے تھے۔

سلہ اعلام تاریخ مکہ مدرسہ نظامیہ ۱۲

ان کے یہ نام ہین۔ مستوفیہ۔ شرف الملک ابو سعد محمدؐ بن منصور المتوفی ۴۹۴ھ
کا قائم کیا ہوا۔ عمدیہ۔ خاتونیہ اس مین چند کتب خانے تھے۔ نظامیہ نظام الملک
حسن بن اسحاق کا قائم کیا ہوا۔

یاقوت حموی۔ معجم البلدان[1] جیسی عجیب اور جامع کتاب ان کی کتب خانون
کی مدد سے لکھ سکا۔ خاص شہر نیشاپور کے کثرت مدارس کا اس سے اندازہ
ہو سکتا ہے۔ کہ ۵۵۶ھ جب اندرونی فسادات نے اوس کو غارت کیا۔ تو
عام عمارتون کے ساتھ ۲۵ حنفیہ اور شافعیہ مدرسے بھی برباد ہوئے۔ ان کے
علاوہ بارہ کتب خانے بھی جل گئے۔ یا لوٹ لئے گئے۔ نیز مرو مین صرف علامہ حسین بن
احمد ابو الفضل المتوفی ۵۹۱ھ کے اہتمام مین بارہ[2] مدرسے تھے جس مین بارہ سو
طلباء تعلیم پاتے تھے[3]۔ خوارزم کا بڑا کالج امام فخر الدین رازی المتوفی ۶۰۶ھ کی
پروفیسری سے ممتاز تھا۔ مسٹر شارڈن سیاح فرانس جنہون نے دولت صفویہ کے
زمانے مین ایران کے اکثر مقامات کی سیر کی۔ اپنے سفرنامے مین لکھتے ہین کہ "شاہ سلیمان
صفوی کے عہد مین خاص شہر اصفہان مین اڑتالیس مدرسے موجود تھے۔
(مراۃ البلدان ناصری۔ جلد اول صفحہ ۵۴ مطبوعہ ایران)۔

خود بغداد مین نظامیہ کے ہوتے تیس بڑے بڑے کالج موجود تھے۔ جن کے
بلند ایوانات اور وسعت عمارت کی نسبت علامہ ابن جبیر کا بیان ہے۔ کہ ہر ایک

---

[1] یہ عربی زبان مین ایک جغرافیہ کی کتاب ہے۔ جو کم و بیش چار ہزار صفحون مین ختم ہوئی ہے۔ اور ایسی
جامعیت سے لکھی گئی ہے۔ کہ عقل حیران ہوتی ہے۔ یورپ مین چھاپی گئی ہے [2] دیکھو معجم البلدان
حالات مرو ۱۲ [3] حسن المحاضرہ جلد اول صفحہ ۲۴۴ مطبوعہ مصر ۱۲۹۹ھ ۱۲

بجائے خود ایک مستقل شہر معلوم ہوتا ہے[1]۔ علامۂ موصوف نے ۵۸۰ھ مین بغداد کو دیکھا تھا۔ بغداد کے بعض مدرسون کا ہم ایک مختصر سا نقشہ فہرست کے طور پر درج کرتے ہین۔

مدرسہ	بانی	کیفیت
مدرسۂ تاجیہ	تاج الملک مستوفی السلطان	۴۸۲ھ مین تعمیر ہوا۔ امام ابوبکر شاشی مدرس اعظم مقرر ہوئے۔ (کامل ابن الاثیر واقعات ۴۸۲ھ)۔
مدرسہ مستوفیہ	شرف الملک ابوسعد محمد بن منصور	یہ سلطان ملک شاہ سلجوقی کا مستوفی تھا ۴۹۴ھ مین وفات پائی۔ یہ مدرسہ باب الطاق کے پاس تھا (کامل واقعات ۴۹۴ھ)۔
مدرسۂ کمالیہ	کمال الدین ابو الفتوح	صاحب المخزن تھا۔ یہ مدرسہ ۵۳۵ھ مین تیار ہوا۔ رسم افتتاح مین بغداد کے تمام اعیان شریک تھے۔ (کامل واقعات ۵۳۵ھ)
مدرسہ ابو المظفر	ابو المظفر عون الدین	۵۴۴ھ مین خلیفہ المقتفی بامر اللہ کے دربار مین منصب وزارت پر ممتاز ہوا۔ (ابن خلکان حالات وزیر مذکور)
مدرسۂ ثقۃ الدولہ	علی بن محمد معروف بہ ثقۃ الدولہ	خلیفہ المقتفی کا مقرب تھا۔ یہ مدرسہ شافعیون کے لئے خاص تھا۔ دجلہ کے

[1] سفرنامہ علامہ ابن جبیر حالات بغداد جو سنہ ۱۸۵۲ع مین بمقام لندن چھاپا گیا ہے۔

مدرسہ	بانی	کیفیت
		کنارے پر اس کی عمارت تھی۔ ثقۃ الدولہ نے ۵۹۴ھ مین وفات کی۔ (ابن خلکان ترجمہ شدہ فخر النساء)
مدرسہ بہائیہ		نظامیہ کے متصل ہے۔ ابو منصور محمد ہروی جن کی عظمت و شان اُن کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ قریباً ۵۶۶ھ مین پروفیسر مقرر ہوئے۔ مدرسہ نظامیہ مین بھی وعظ کہا کرتے تھے۔ نظامیہ کی پروفیسری کے لئے بھی امیدوار کئے گئے تھے۔ (ابن خلکان حالات ابو منصور مذکور)
مدرسہ فخریہ	فخر الدولہ	انکا باپ وزیر تھا۔ فخر الدولہ نے ۵۷۸ھ مین وفات پائی۔ (کامل ابن الاثیر وقعات ۵۷۸ھ)
مدرسہ والدہ ناصر الدین اللہ	خلیفہ ناصر الدین اللہ کی والدہ	
مستنصریہ	خلیفہ المستنصر باللہ	اس مدرسے کا کسی قدر تفصیلی حال ہم لکھتے ہین۔ ان مدرسون کے علاوہ بغداد مین مشہد ابی حنیفہ وتتفیہ زیرکیہ مغیثیہ غیاثیہ۔ مدرسہ قدیمیہ عباسیہ شہرت عام رکھتے تھے۔ طبقات الحنفیہ وغیرہ مین ان کے مدرسین وغیرہ کے

حالات مل سکتے ہیں۔ بغداد کے اکثر مدرسے
بغداد کے تباہ ہونے کے بعد بھی قائم رہے۔

دولت عباسیہ کی تاریخ میں یہ بات بڑے الزام کے قابل تھی۔ کہ ان تمام
علمی عمارتوں میں سے ایک بھی کسی عباسیہ خلیفہ کے نام سے نہ تھی۔ اور
دارالخلافہ بغداد اس خاص حیثیت سے بالکل دوسری نسلوں کا ممنون تھا۔ خلیفہ
المستنصر باللہ نے جو رجب ۶۲۳ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس الزام کو اٹھانا چاہا۔
اتنی مدت کی غلطی کا کفارہ بھی اسی مقدار سے ہونا چاہئے تھا۔ اور انصاف یہ ہے۔
کہ ایسا ہی ہوا۔ بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ جس عظمت و شان کا یہ مدرسہ تھا۔
اس کی نظیر سے گذشتہ اور موجودہ دونوں زمانے خالی ہیں۔ ۶۲۵ھ میں دجلہ
کے کنارے اس کی بنیاد کا مبارک پتھر رکھا گیا۔ اور چھ برس کی مدت میں
سلسلہ عمارت پورا تیار ہوا۔ عمارت کا ایک حصہ عین دجلہ میں تھا۔ (مستنصر
کے یہ آثار اب بھی موجود ہیں۔ ناصر الدین بادشاہ ایران نے سفرنامہ ایشیا
میں اس کی گذشتہ شوکت یاد دلانے والی ٹوٹی عمارت کا ذکر کیا ہے)۔ اسی سنہ
میں ماہ رجب جمعرات کے دن اس کی رسم افتتاح بڑی شوکت و شان
سے ادا ہوئی۔ جس میں بغداد کے تمام اعیان و افسران فوج و علماء و مدرسین
و قضاۃ و اہل منصب شریک تھے۔ مستنصر نے تمام اعیان و امراء کو خلعتیں
عنایت کیں۔ اور موید الدین علقمی کو جس کے اہتمام میں عمارت تیار ہوئی
تھی۔ جاگیر [illegible] کر دی۔ مذاہب اربعہ کے فقہاء اور شیخ الحدیث شیخ النحو
شیخ الفرائض۔ شیخ الطب۔ درس کے لئے مقرر ہوئے۔ ایک سو ساٹھ اونٹ پر

لا دکر عمدہ عمدہ کتابین کتب خانہ شاہی سے اس کے استعمال کے لئے آئین۔ مدرسہ ہی کے احاطہ مین ایک ہسپتال اور مزملہ بھی تھا۔ (جس سے گرمیون مین پانی ٹھنڈا کرتے ہین)۔ دو سو اڑتالیس مستعد طلبا، مدرسہ کھلنے کے ساتھ ا بورڈ نگ مین داخل ہوے جن کو مکان۔ فرش۔ خوراک روغن۔ کاغذ۔ قلم وغیرہ مدرسہ کی طرف سے ملتا تھا۔ اُن کے دسترخوان پر معمولی کھانے کے علاوہ شیرینی اور میوے بھی چُنے جاتے تھے۔ ان سب کے علاوہ ایک اشرفی ماہوار الگ وظیفہ کے طور پر مقرر تھی۔ سینکڑون دیہات اور مواضع مدرسے کے سالانہ مصارف کے لئے وقف تھے۔ جن کی مجموعی آمدنی ستر ہزار مثقال سونا یعنے آجکل کے حساب سے قریبًا ساڑھے چار لاکھ سالانہ[۱] تھی۔ (علامہ ذہبی نے تاریخ دول الاسلام مین ان مواضع کی پوری فہرست دی ہے۔ حنفیون کے مدرس اعظم شیخ عمر ملقب بہ رشید الدین فرغانی تھے۔ جو فقہ۔ اصول۔ حکمت۔ کلام مین بڑے ماہر گنے جاتے تھے۔ پہلے سنجار کے مدرسے مین مدرس تھے۔ پھر مستنصر باللہ نے فرمان بھیجکر بُلا لیا تھا[۲]۔ مدرسے کے دروازے پر ایک ایوان تھا۔ جسمین

---

[۱] دیکھو۔ تاریخ الخلفاء سیوطی۔ حالات مستنصر باللہ و اعلام تاریخ مکہ مستنصر ۱۲۷۔ مرآت البلدان ناصری مطبوعہ ایران جلد اول صفحہ ۳۴۴۔ و ذول الاسلام علامہ ذہبی

[۲] جواہر مضیہ فی طبقات الحنفیہ ترجمہ عمر بن محمد بن الحسین بن ابی عمر محمد ابو حفص فرغانی مدرس اول مستنصریہ جواہر مضیہ مین مدرسین شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ کے بھی نام لکھے ہین۔ [۳] آثار البلاد قزوینی ذکر فرغانہ۔ ۱۲

ایک نہایت عجیب اور بیش قیمت گھڑی رکھی تھی[۱] جس کو علی بن تغلب بن ابی الضیا بعلبکی ایک مشہور ہیئت دان و منجم نے تیار کیا تھا[۲]۔ جو بعد کو لساعتی یعنی گھڑیساز کے نام سے مشہور رہا۔ عبد الرزاق ابن الفوطی جو محقق طوسی کا شاگرد رشید تھا۔ اور دس برس تک مراغہ کی رصدگاہ مین محقق صاحب کے ساتھ خزانۃ الرصد کا مہتمم رہ چکا تھا۔ واقعہ تتار کے بعد کتب خانہ کا افسر مقرر ہوا۔ جہان رہ کر اُس نے تاریخ کی ایک کتاب ۵۰ جلد و نمین لکھی[۳] چھٹی صدی مین جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہین۔ ممالک اسلامیہ کا کوئی حصہ علمی یادگارون سے خالی نہ رہا۔ عرب اور مصر بھی جہان اب تک

[۱] شاید یہ دوسری گھڑی ہے۔ جو دولت عباسیہ کے عہد مین تیار ہوئی۔ اس سے بہت پہلے ہارون الرشید نے جو گھڑی شاہ فرانس کو بھیجی تھی۔ یورپ مین وہ تعجب کی نگاہ سے دیکھی گئی۔ فرانس کے مورخون کا بیان ہے۔ کہ ہمارے ملک مین پہلے وہ گھڑی ظاہر ہوئی۔ جو ہارون الرشید نے ۸۰۷ھ مین شارلین بادشاہ فرانس کو تحفہ کے طور پر بھیجی تھی۔ یہ گھڑی ایسی عجیب و غریب تھی۔ کہ تمام دربار فرانس حیرت مین رہ گیا۔ اس گھڑی مین بارہ دروازے تھے۔ جب گھنٹہ پورا ہوتا تھا۔ تو ایک دروازہ خود بخود کھل جاتا تھا اور ایک موگری جو تانبے کی بنی ہوئی تھی۔ جرس پر پڑتی تھی۔ یہ دروازے کھلے رہتے تھے۔ اور جب ایک دورہ پورا ہو جاتا تھا۔ تو دروازون سے بارہ سوار نکلتے تھے۔ اور گھڑی کی پیشانی پر چکر لگاتے تھے۔ (دیکھو کشف الخبا عن فنون اوریا مطبوعہ جوائب ۱۲۹۹ھ صفحہ ۱۰۹) ایک انگریزی تصنیف مین بھی قریب قریب یہی تفصیل مذکور ہے[۲]۔ دیکھو جواہر مضیئہ فی طبقات الحنفیہ ترجمہ احمد بن علی بن تغلب بن ابی الضیاء المذکور کسیقدر اس گھڑی کے حالات آثار البلاد علامہ قزوینی مین بہ ذیل عجائبات بغداد ملینگے[۳]۔ دیکھو تتمہ ابن خلکان تذکرہ ابن الفوطی۔۱۲

اس قسم کی ایک عمارت بھی موجود نہ تھی۔ اس صدی مین کالج اور اسکولون سے معمور ہو گئے۔ مصر مین خلیفہ عبیدی حاکم بامر اللہ نے ۳۹۵ھ مین جو دار العلم قائم کیا تھا ۴۰۰ھ مین خود اس کو برباد کر دیا۔ اور اُس وقت سے پھر کسی نے اس طرف توجہ نہین کی۔ چھٹی صدی مین دو خاندان نوریہ۔ و صلاحیہ اسلامی عظمت و شوکت کے اصلی مرکز تھے۔ نور الدین محمود زنگی المتوفی ۵۶۹ھ جو شوال ۵۴۱ھ مین تخت نشین ہوا۔ دولت نوریہ کا بانی اور مصر و شام کا مستقل فرمانروا تھا۔ اس نے قریباً پچاس شہر اور قلعے یورپ کے پنجۂ غصب سے واپس لئے تھے۔ صلاح الدین متوفی ۵۸۹ھ نے نور الدین ہی کے دامن فیض مین تربیت پائی تھی۔ لیکن کروسیڈ کی لڑائیون اور خصوصاً بیت المقدس کی فتح نے اوس کو اپنے آقا سے بھی زیادہ شہرت اور عزت دی۔ یہ دونون خاندان صرف اسی بات مین نام آور نہ تھے۔ کہ انہون نے مسلمانون کی بھولی ہوئی عظمت ایک بار اور یورپ کو یاد دلائی۔ بلکہ اس بات مین بھی کہ اون کی وجہ سے ممالک مصر و شام مین علم کا آوازہ نہایت بلند ہو گیا۔

نور الدین نے حلب۔ حماۃ۔ حمص۔ بعلبک۔ منبج۔ رحبہ مین بڑے بڑے مدرسے قائم کئے۔ خاص دمشق مین جو اس کا پایہ تخت تھا۔ ایک ایسا عظیم الشان مدرسہ بنایا۔ کہ مدت تک بے نظیر خیال کیا جاتا تھا۔ یہ فخر بھی خاص نور الدین کی قسمت مین تھا۔ کہ تمام دنیا مین جو پہلا دار الحدیث قائم ہوا۔ اُس کے نام سے ہوا ورنہ اس سے پہلے خاص علم حدیث کے

درس کے لئے کوئی مدرسہ نہین تعمیر ہوا تھا۔[1] علامہ ابن جبیر نے ۵۸۰ھ مین
جب دمشق کو دیکھا۔ تو خاص شہر مین ۲۰ کالج تھے۔ عام حکم تھا۔ کہ جو شخص
کوئی مدرسہ قائم کرے۔ اس کو تمام مصارف خزانہ شاہی سے ملین گے
مغربی طلباء کے لئے خاصۃ سات باغ اور کچھ زمین وقف تھی جس کی
سالانہ آمدنی پانسو اشرفیان تھین۔ جو لڑکے قرآن ختم نہین کر سکتے تھے
ان کو صرف سورۂ کوثر سے اخیر تک پڑھایا جاتا تھا۔ اُن مین سے پانسو
لڑکون کا وظیفہ خزانہ شاہی سے مقرر تھا۔[2] نور الدین نے خاص اپنے ذاتی
مال سے مدارس اور مکاتیب وغیرہ پر جو جاگیرین وقف کی تھین۔ اور
جو اس کی وفات کے بعد بھی سینکڑون برس تک قائم رہین۔ ان کی
آمدنی نو ہزار صوریہ اشرفیان تھین۔[3]

صلاح الدین کے عہد مین علماء کی تنخواہین

اسی طرح سلطان صلاح الدین نے اسکندریہ۔ قاہرہ
بیت المقدس۔ دمشق وغیرہ مین مدرسے قائم کیے۔ اور
بے انتہا آمدنی اُن پر وقف کی۔[4] علامہ ابن جبیر لکھتے ہین کہ اسکندریہ کے
بورڈنگ مین اذن عام تھا۔ کہ جو شخص کہین سے بہ طلب علم آئے۔
اوس کو مکان۔ خوراک۔ حمام۔ ہسپتال سب کچھ مہیا ملیگا۔ صلاح الدین

[1] ابن خلکان ترجمہ نور الدین وحسن المحاضرہ ذکر مدرسہ کاملیہ۔ [2] یہ تمام واقعات سفرنامہ
علامہ ابن جبیر دمشق کے ذکر مین ملین گے ۲۸۳۔ [3] روضتین فی اخبار الدولتین مطبوعہ مصر ۱۲۸۸ھ جلد
اوّل صفحہ ۱۰ روضتین کے مصنف نے ایک عہدہ دار سے جو ان جاگیرون سے تعلق رکھتا تھا۔
۶۰۰ھ مین یہ تعداد تحقیق کی تھی ۲۴۳۔ [4] ابن خلکان ترجمہ صلاح الدین۔ [5] سفرنامہ ابن جبیر صفحہ ۴۲-۴۳

کے عہد مین علماء کی جو تنخواہین مقرر کی تھین - اون کی تعداد تین لاکھ دینار سالانہ تھی جس کے آج کل کے حساب سے کم از کم پندرہ لاکھ روپے ہوتے ہین روضتین فی اخبار الدولتین جلد ثانی صفحہ ۱۳۸ - مطبوعہ مصر -

صلاح الدین کا تمام خاندان اس قسم کی فیاضیون مین نامور تھا - عموماً امرائے اور اعیان دولت بلکہ خواتین مین بھی یہ جوش پھیل گیا تھا - اور یہ بات نہایت ذلت کی سمجھی جاتی تھی - کہ کوئی دولت مند شخص مرے اور دنیا مین علمی یادگار نہ چھوڑ جائے -

سلطان صلاح الدین کا نامور فرزند الملک الظاہر ابو الفتح غازی جس زمانے مین حلب کا فرمان روا تھا - قاضی المحاسن بہاؤ الدین شافعی جو مدرسہ نظامیہ مین نائب رہ چکے تھے - اور نہایت مشہور فاضل تھے ۵۹۱ھ مین اُس کی خدمت مین باریاب ہوئے حلب مین اگرچہ اس وقت بھی چند مدرسے موجود[1] تھے - لیکن قاضی صاحب نے ان کو کافی نہین سمجھا - اور الملک الظاہر سے کہ کر بہت سی جاگیرین خاص ان مصارف کے لئے مقرر کرائین - خود بھی دو مدرسے شافعیہ و دار الحدیث قائم کئے - علامہ ابن خلکان لکھتے ہین - کہ اس وقت سے حلب کی علمی

[1] ۵۸۰ھ مین جب علامہ ابن جبیر نے حلب کو دیکھا - تو وہان چند مدرسے موجود تھے جن مین سے ایک مدرسہ نہایت عالی شان اور عمارت کی خوبی مین وہان کی مشہور جامع مسجد کا ہمسر تھا - اس کے بورڈنگ اور عام مکانات پر انگور کی بیلین چڑہا دی تھین اور طالب علم اپنی جگہ سے بے ہلے انگور کھا سکتے تھے - (سفرنامہ ابن جبیر ذکر حلب ۲۵۳)

شہرت نہایت عام ہوگئی۔ اور دور دراز ملکون سے اہل علم نے وہان آنا شروع کیا تھوڑے ہی دنون مین حلب بھی دمشق و مصر کی طرح علوم و فنون کا مرکز بن گیا[1]

اس زمانے مین مصر۔ قاہرہ۔ دمشق ۔ حلب۔ اربل کے تمام علاقون مین جو بے انتہا مدارس قائم ہوگئے۔ ان کو کون شمار کرسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص چاہے۔ تو جواہر مضیئہ فی طبقات الحنفیہ و حسن المحاضرہ فی تاریخ مصر و قاہرہ و فوات الوفیات و ابن خلکان وغیرہ سے ایک بڑی فہرست تیار کرسکتا ہے۔ لیکن ہم اس موقع پر صرف اون بڑے بڑے مدرسون کا ایک نقشہ دیتے ہین۔ جو خاصتہً صلاحیہ و نوریہ خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ بعض مدرسین کے نام بھی ہم لکھین گے۔ جس سے معلوم ہوگا۔ کہ جو علماء اس زمانہ مین علم و فضل کے مامن تھے۔ اکثر انہین مدرسون کے منصب درس پر ممتاز تھے۔

دولۃ صلاحیہ

مدرسہ	بانی	مقام مدرسہ	کیفیت
شافعیہ یا صلاحیہ	صلاح الدین المتوفی ۵۸۹ھ	مصر	علامہ نجم الدین خبوشانی یہ مشاہرہ ۴۰ دینار مدرس اعظم اور مہتمم مقرر تھے۔ اور

[1] ابن خلکان ترجمہ قاضی صاحب موصوف ۱۲

مدرسہ	بانی	مقام مدرسہ	کیفیت
			دس مدرس ان کے ماتحت تھے۔ تقی الدین دقیق العید۔ سراج بلقینی۔ حافظ ابن حجر۔ بہاء الدین قاضی القضاۃ۔ وغیرہ وقتاً فوقتاً اس مین مدرس مقرر ہوئے۔ نہایت کثیر آمدنی اُس پر وقف تھی۔ علامہ ابن جبیر لکھتے ہین کہ اس کی عمارت پر ایک مستقل آبادی کا گمان ہوتا ہے۔
شافعیہ	صلاح الدین المتوفی سنہ ۵۸۹ع	مصر	شاید مصر مین صلاح الدین نے پہلا مدرسہ سنہ ۵۶۶ھ مین یہی قائم کیا۔ (روضتین، جلد اول صفحہ ۱۹۱)
مالکیہ یا قمحیہ		〃	محرم سنہ ۵۶۶ھ مین قائم ہوا۔ قریباً سنہ ۷۸۴ھ مین علامہ ابن خلدون نے بھی اس مین درس دیا۔ (تاریخ ابن خلدون حالات مصنف

مدرسہ	بانی	مقام مدرسہ	کیفیت
			وروضتین فی اخبار الدولتین)
زین التجار یا شریفیہ	؍؍	؍؍	عماد الدین عباسی۔ سراج الدین بلقینی۔ (استاد جلال الدین سیوطی)۔ تقی الدین قاضی القضاۃ وغیرہم اس میں درس دیتے تھے۔
مشہد	؍؍	قاہرہ	یہ مدرسہ صلاح الدین کے نام سے مشہور نہیں ہے (ابن خلکان حالات صلاح الدین)۔
سوفیہ	؍؍	؍؍	حنفیوں کیلئے خاص تھا۔
صلاحیہ	؍؍	بیت المقدس	اس کے مدرسین کی تنخواہیں بیش قرار تھیں۔ (الانس الجلیل تاریخ بیت المقدس)
صلاحیہ	؍؍	دمشق	
افضلیہ	الملک الافضل بن صلاح الدین	بیت المقدس	مالکیہ کے لئے خاص تھا۔
ظاہریہ	الملک الظاہر بن صلاح الدین	حلب	بو الحسن سیاح مدرس اعظم تھے

مدرسہ	بانی	مقام مدرسہ	کیفیت
عزیزیہ	الملک العزیز بن صلاح الدین	دمشق	نہایت مشہور اور عظیم الشان مدرسہ تھا۔
اسدیہ	اسد الدین شیرکوہ عم صلاح الدین علامہ ابن الصلاح کے والد معظم تھے۔		علامہ سیف الدین آمدی المتوفی ۶۳۱ھ مدرس اعظم تھے
ستیہ یا زمردیہ	زمرد ہمشیرہ صلاح الدین	دمشق	زمرد اور اس کے شوہر اور بھائی کی قبرین اسی مدرسہ مین ہین۔
منازل العز (یا) تقویہ	الملک المظفر تقی الدین المتوفی ۵۸۷ھ برادرزادہ صلاح الدین	مصر	جزیرۂ روضتہ کا کل خراج و حمام الذہب کی آمدنی اس پر وقف تھی۔ (روضتین جلد اول صفحہ ۱۹۱) شافعیون کے لئے خاص تھا ۵۶۶ھ مین قائم ہوا تھا۔
مالکیہ تقویہ	برادرزادہ صلاح الدین	رہا	مالکیون کے لئے خاص تھا۔
عذراویہ	عذرا۔ صلاح الدین کی بھتیجی تھی۔	دمشق	
دار الحدیث	الملک الاشرف برادر زادہ صلاح الدین	؍؍	علامہ ابن الصلاح المتوفی ۶۴۳ھ مدرس اعظم تھے

مدرسہ	بانی	مقام مدرسہ	کیفیت
			علامہ بن خلکان نے ایک برس تک ان کی خدمت مین تحصیل علم کی۔
معظمیہ	الملک المعظم برادر زادہ صلاح الدین	"	الملک المعظم اور ان کے اکثر عزیز اسی مدرسے مین مدفون ہین۔ ملک المعظم تصنیف اور فن ادب اور فقہ مین نامور تھا۔ اس نے عام حکم دیا تھا کہ جس کو زمخشری کی مفصل زبانی یاد ہو۔ سو اشرفیان اس کو انعام دی جاوین۔ اس تقریب سے اکثرون نے یہ مفید کتاب حفظ کر لی تھی۔
		بیت المقدس	اس مدرسہ پر بہت سے دہات و مواضع وقف تھے سنہ ۶۰۴ھ مین قائم ہوا۔
دار الحدیث	الملک الکامل برادر زادہ		یہ دوسرا دار الحدیث ہے جو

مدرسہ	بانی	مقام مدرسہ	کیفیت
الکاملیہ	صلاح الدین المتوفی ۶۳۵ھ		ممالک اسلامی مین دارالحدیث نوریہ کے بعد قائم ہوا۔ حافظ بن وحید۔ زکی الدین منذری قطب قسطلانی بن دقیق العید۔ بن سید الناس۔ حافظ زین الدین عراقی۔ استاد۔ حافظ بن حجر۔ وقتاً فوقتاً اس کے مدرس مقرر ہوے۔ یہ سب علماء اپنے زمانے مین بے مثل تھے۔
صالحیہ	الملک الصالح نجم الدین ایوب بن الملک الکامل	قاہرہ	یہ مدرسہ چار مدرسون پر مشتمل تھا۔ مقریزی کا بیان ہے۔ کہ وہ قاہرہ کے نامور اور عظیم الشان مدرسون مین گنا جاتا ہے جب وہ کھولا گیا۔ تو شعراء نے قصائد و قطعے لکھے حسن المحاضرہ مین چند اشعار نقل بھی کئے

مدرسہ	بانی	مقام مدرسہ	کیفیت
			ہاین۔ سنہ ۶۳۹ھ مین قائم ہوا۔
معینیہ	معین الدین خسر سلطان صلاح الدین	دمشق	
شبلیہ	شبل الدولہ	”	نہایت مشہور مدرسہ ہے۔ شبل الدولہ۔ زمرد خاتون ہمشیرہ صلاح الدین کا غلام تھا۔
عزیہ	عز الدین ایبک	”	عز الدین۔ الملک المعظم کا غلام اور حرخد کا حاکم تھا۔ یہ مدرسہ میدان اخضر مین واقع ہے۔
شہابیہ	شہاب الدین طغرل	حلب	الملک العزیز اسی مدرسے مین مدفون ہے۔
مجیریہ	مجیر الدین	قاہرہ	مجیر الدین مشہور عالم اور سلطان صلاح الدین کا وزیر تھا۔ یہ مدرسہ درب طوخیہ کے پاس ہے محرم سنہ ۵۹ھ مین قائم ہوا۔
بہائیہ	ابو المحاسن یوسف بہاء الدین	حلب	علامہ ابن خلکان اسی مدرسے کے بورڈنگ مین مدت تک رہے ہین۔ اور علوم کی تحصیل کی ہے

مدرسہ	بانی	مقام مدرسہ	کیفیت
دارالحدیث	″	″	
فاضلیہ	قاضی فاضل المتوفی سنہ ۵۹۶ھ	قاہرہ	قاہرے کا مشہور مدرسہ ہے قاضی فاضل سلطان صلاح الدین کے دربار کا منشی اور نہایت نامور شخص تھا۔
فلکیہ	فلک الدین برادر الملک العادل		

خاندان نوریہ

مدرسہ	بانی	مقام مدرسہ	کیفیت
نوریہ حنفیہ	نور الدین محمود زنگی المتوفی سنہ ۵۶۹ھ	دمشق	نور الدین کی تربت اسی مدرسہ مین ہے۔ عرقلہ ایک شاعر نے اسی مدرسے کی شان مین لکھا ہے۔ دمشق فی المدارس بیت ملک وہذی فی المدارس بیت ملک (روضتین)
دارالحدیث نوریہ	″	″	ممالک اسلامی مین حدیث کے لئے پہلا مدرسہ یہی تعمیر ہوا۔
نوریہ شافعیہ	نور الدین محمود زنگی المتوفی سنہ ۵۶۹ھ	″	یہ مدرسہ خاص شافعیون کیلئے بڑی عظمت وشان سے تعمیر

مدرسہ	بانی	مقام مدرسہ	کیفیت
			ہونا شروع ہوا۔ مگر تیار ہونے سے پہلے نور الدین نے وفات کی۔ پھر الملک العلول برادر صلاح الدین کے اہتمام سے اتمام کو پہنچا۔ حافظ ابو شامہ لکھتے ہین۔ کہ تمام مدارس مین اس کا کوئی ہمسر نہین ہے۔ حافظ مذکور نے کتاب الروضتین اسی مدرسے مین رہ کر لکھی ہے۔
نوریہ		حلب	قطب الدین شافعی جو مدرسہ نظامیہ بغداد مین نائب مدرس رہ چکے تھے۔ اس مدرسے کے مدرس اعظم مقرر ہوئے۔ (ابن خلکان ترجمہ قطب الدین)
عمادیہ		؍؍	نور الدین نے ۵۶۷ھ مین عماد کاتب کو اس کا مہتمم

مدرسہ	بانی	مقام مدرسہ	کیفیت
			اور افسر مقرر کیا۔ اس وجہ سے یہ مدرسہ انہی کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ۵۶۹ھ مین نور الدین نے عماد کاتب کے پاس مدرسے کے دروازے پر مینا کاری اور سنہری کام بنوانے کے لئے یاقوت وجواہرات اور سونا بھجایا۔ (از روضتین)۔
عزیۃ	عز الدین نبیرۂ نور الدین المتوفی ۵۸۹ھ	موصل	یہ مدرسہ ایوان شاہی کے مقابل واقع ہے۔ شافعیہ وحنفیہ دونون فرقون کے لئے تھا۔ عمدہ اور مشہور مدرسہ ہے۔ عز الدین کی قبر بھی اسی کے احاطہ مین ہے۔ (ابن خلکان وروضتین)۔
سیفیہ عتیقیہ	سیف الدین غازی برادر نور الدین المتوفی ۵۴۴ھ	؍؍	عالیشان اور مشہور مدرسہ ہے سیف الدین اسی کے احاطہ مین مدفون تھے۔ حنفیہ وشافعیہ

مدرسہ	بانی	مقام مدرسہ	کیفیت
			کے لئے تھا۔
ارسلانیہ	ارسلان نورالدین شاہ ابن عزالدین مذکور		علامہ بن خلکان لکھتے ہین کہ حسن وخوبی مین یہ مدرسہ لاجواب کہا جا سکتا ہے۔
مدرسہ الملک القاہر	الملک القاہر ابن نورالدین ارسلان شاہ المتوفی ۶۱۵ھ		
مدرسہ ابوسعد	ابوسعد شرف الدین المتوفی ۵۸۵ھ	دمشق	نورالدین نے مساجد کے اوقاف کا انتظام ان کے متعلق کیا تھا۔ اور ان کے ایما سے بہت سے مدرسے بنوائے۔
قائمازیہ	ابومنصور قائماز	موصل	ابومنصور سیف الدین غازی کی طرف سے موصل کا حاکم تھا علامہ ابن اثیر مصنف مثل السائر اسی کے دربار مین منشی تھے ۵۵۹ھ مین قائم ہوا تھا
		اربل	اس مدرسہ پر بہت سے مواضع وقف تھے

مدرسہ	بانی	مقام مدرسہ	کیفیت
زینیہ	زین الدین علی المتوفی ۵۶۳ھ		ابو منصور قائماز انہی کا آزاد کردہ غلام تھا۔ زین الدین نے موصل اور بغداد مین بھی مدرسے بنوائے تھے۔ (روضتین)
مجاہدیہ	امیر مجاہد الدین المتوفی ۵۵۵ھ	دمشق	مجاہدین امرائے نور الدین مین ایک نامور شخص تھا یہ مدرسہ باب الفرادیس کے پاس ہے۔ (روضتین)
"	"	"	یہ مدرسہ نور الدین کے مدرسے کے بالمقابل ہے۔ روضتین

ان مدرسون کے علاوہ اس زمانے مین اور بہت سے نامور مدارسے شام و مصر مین موجود تھے۔ جن کا تذکرہ اکثر طبقات اور تاریخون مین پایا جاتا ہے دمشق مین رواحیہ۔ صادریہ۔ ریحانیہ۔ امینیہ۔ حلب مین علادیۃ۔ قلیجیۃ۔ طرخانیۃ۔ اربل مین مظفریہ مدرسۃ القلعۃ۔ ایسے مشہور مدرسے تھے۔ جن کی شہرت عام کی وجہ سے مورخین ان کے تذکرے مین صرف نام پر اکتفا کرجاتے ہین۔

یہ مختصر فہرست جو ہم نے نمونہ کے طور پر پیش کی ہے۔ ابن خلکان حسن المحاضرہ۔ علامہ سیوطی۔ روضتین فی اخبار الدولتین۔ جواہر مضیہ۔ فی طبقات الحنفیہ۔ دالنس الجلیل فی تاریخ القدس والخلیل دویل بن خلکان سے ماخوذ ہے۔ لیکن یہ حالات ایسے متفرق موقعون پر مذکور ہین۔ کہ خاص

خاص حوالے نہین دیئے جا سکتے تھے۔

خاندان صلاحیہ کا سلسلہ ۶۵۲ھ مین منقطع ہو گیا۔ اور ۹۲۳ھ تک مصر و عرب کی قسمت اتراک وچراکسہ کے ہاتھ مین رہی۔ اتراک نے ۷۸۴ھ تک حکومت کی۔ پھر چراکسہ قابض ہوئے۔ یہ دونون خاندان زرخرید غلام تھے۔ جو ترقی کر کے منصب حکومت تک پہنچے تھے۔ ان خاندانون مین بھی حکومت خاندان کے سلسلے سے نہین چلتی تھی۔ ترک اور چرکس غلام جو فوج مین بھرتی ہونے کے لئے ہمیشہ خریدے جاتے تھے۔ ان مین سے اقبال نے جس کا ساتھ دیا تخت نشین ہو گیا۔ ان مین سے بعضے بڑے جاہ و اقتدار کے حکمران ہوئے۔ اور علم و فن کی نہایت قدردانی کی۔ اس عہد مین مدرسون کو اور بھی ترقی ہوئی جس کے چند اسباب تھے مدارس کے تمام اخراجات اوقاف مین داخل ہو چکے تھے۔ اور اگر کوئی جانشین حکومت ان کو واپس لینا چاہتا۔ تو گروہ علماء جن کا ملک پر بہت اثر تھا۔ عموماً مخالف ہو جاتا۔ جیسا کہ ایک بار ۷۸۷ھ مین واقع ہوا۔ یہ ترکی غلام جن کو کل ترک لوگ بازارون مین بکتے ہوئے دیکھ چکے تھے۔ اگر خود بھی اس قسم کی فیاضیان نہ دکھاتے۔ اور اہل علم ان کا ساتھ نہ دیتے۔ تو ان کو تخت حکومت پر بیٹھنا نصیب نہین ہو سکتا تھا۔

خاص کر حرمین مین اس خاندان نے جو علمی فیاضیان کین۔ ان کی نظیر پچھلے زمانون مین نہین مل سکتی۔

اس عہد سے پہلے مکہ معظمہ مین کم مدرسے تھے۔ ۷۶۹ھ مین امیر

فخر الدین زنجیلی نے مکہ معظمہ مین ایک مدرسہ بنوایا ۵۸۰ھ مین خلیفہ مستضی بامر
اللہ کی کنیز صاحب الزمان نے ایک مدرسہ قائم کیا۔ جس مین فقہائے
شافعی مدرس ہوئے سنہ ۶۴۱ھ مین ایک اور مدرسہ تعمیر ہوا جس کا بانی الملک
المنصور محمود بن علی والی یمن تھا۔ مصر کے ترک بادشاہون سے پہلے حرمین
مین جو قابل اعتداد مدرسے موجود تھے۔ غالبًا یہی دو تین تھے۔ لیکن ان
ترکون کے عہد سے مکہ معظمہ بھی دوسرے شہرون کی طرح ایک بڑا دار العلم
بن گیا۔

عبد الباسط نے جو سلطان تاہر کی فوج مین ناظر تھا۔ مکہ معظمہ مین
تین عمدہ مدرسے بنوائے۔ قاہرہ۔ غزہ۔ شام مین بھی اس نے بہت سے
مدرسے قائم کئے تھے۔ ملک اشرف قائتبائی نے جو خاندان چراکسہ مین سے
تھا۔ اور ۸۷۲ھ مین تخت نشین ہوا۔ مکہ معظمہ مین چارون مذہب کے لئے
نہایت عظیم الشان مدرسہ بنوایا۔ جس مین ۷۲ کمرے تھے۔ اور بیچ مین جو
نہایت وسیع کمرہ تھا۔ اس کی چھت سنگ مرمر کی تھی۔ اور سونے کا کام کیا ہوا
تھا۔ قائتبائی جب مکہ معظمہ گیا۔ تو فوج وحشم کے ساتھ اسی مدرسے مین ٹھیرا
اور طلباء۔ فراش۔ بواب۔ اہل مطبخ منیجر۔ خزانچی وغیرہ کی تنخواہین مقرر کین
قائتبائی نے مدینہ منورہ مین بھی ایک عالیشان مدرسہ بنوایا۔ ابن الناصر
محمد بن قلاؤن نے مصر مین جو مدرسہ قائم کیا۔ وہ رفعت وشان کے اعتبار
سے تمام دنیا مین بے نظیر سمجھا گیا ہے۔ ۷۵۵ھ مین اس کی تعمیر شروع ہوئی
اور تین برس متصل ہر روز اس کی تعمیر مین بیس ہزار درہم صرف ہوئے

جس کی کل تعداد آجکل کے حساب سے کم وبیش چوّن لاکھ روپے ہوتی ہے اس کا بڑا کمرہ جس کو پرنسپل ہال کہنا چاہیئے۔ ۶۵ گز در گز تھا خود سلطان ابن الناصر بھی زمانہ تعمیر مین کثرت مصارف سے عاجز آگیا تھا۔ مگر یہ خیال ہمیشہ غیرت دلاتا رہا۔ کہ مصر کا وسیع ملک کیا ایک مدرسے کے صرف سے بھی عہدہ برآ نہین ہو سکتا؟ چارون مذہب کے فقیہ درس کے لیئے مقرر تھے۔ ابن الناصر نے یہ بھی ارادہ کیا تھا۔ کہ چار بڑے بڑے منارے تعمیر کئے جائین۔ تین بن بھی چکے تھے۔ مگر جب ۷۶۲ھ مین اتفاقًا ایک منارے کے گرنے سے تین سو یتیم بچّے جو مکتب السبیل مین پڑھ رہے تھے۔ دب کر مر گئے۔ تو یہ ارادہ ترک کر دیا گیا۔

اس عہد مین یہ واقعہ بھی ایک عجیب یادگار ہے۔ کہ ہندوستان کے حکمرانون مین سے بھی ایک بلند حوصلہ بادشاہ یعنے سلطان غیاث الدین نے مکہ معظمہ مین مدرسہ قائم کرنے کے لئے شریف مکہ کے پاس زر خطیر روانہ کیا۔ ہندوستان کا یہ پہلا بادشاہ ہے جس کے نام سے ایک مدرسہ منسوب کیا گیا ہے۔ ورنہ جیسا کہ ہم آگے چل کر لکھین گے۔ اس سرزمین مین اس قسم کا خیال کبھی نہین پیدا ہوا۔ رمضان ۸۱۳ھ مین اس کی تعمیر شروع ہوئی۔ اور صفر ۸۱۴ھ مین اتمام کو پہنچی۔ زمین بارہ ہزار مثقال کو خریدی گئی۔ اور مدرسے کے متعلق بہت سے ایوانات اور مکان تیار ہوئے۔ ۱۷ محرم ۸۱۴ھ مین بڑی شان وشوکت سے

لہ یہ پوری تفصیل حسن المحاضرہ مدرسہ سلطان حسین کے ذکر مین ہے ۱۲

کھولا گیا۔ ٦٠ طالب علم اسی وقت مدرسے مین داخل ہوئے۔ اور سب کے لئے وظیفہ مقرر ہوا۔ چارون مذہب کے مدرس مقرر تھے۔ اور ہر ایک کے درس کا الگ الگ وقت مقرر تھا۔ غیاث الدین نے اس کے سوا چار مدرسے اور وہان قائم کئے[1]

نمونہ کے طور پر ہم اتراک وچراکسہ کے عہد کے چند مدرسون کا ذکر کرتے ہین۔ جو خاص اسکندریہ وقاہرہ مین موجود تھے۔ اور یون تو بلاد مصر وشام مین سینکڑون ہزارون مدرسے قائم ہو چکے تھے۔ قاضی مجیر الدین حنبلی نے ٩٠٠ھ مین خاص شہر بیت المقدس کی جو تاریخ لکھی۔ اس مین وہان کے ۳۸ مدرسون کی فہرست مع تاریخ تعمیر واسمائے بانیان درج کی ہے۔ جو اس کے عہد مین موجود تھے۔

نام مدرسہ	سنہ تعمیر	بانی مدرسہ	بعض مدرسون کا نام	کیفیت
ظاہریہ قدیمیہ	سنہ ٦٦٢ھ	الملک الظاہر بیبرس بندقداری المتوفی [illegible]	علامہ تقی الدین بن رزین للشافعیہ محب الدین عبدالرحمن بن مدرس حنفی حافظ شرف الدین دمیاطی	ایک کتب خانہ بھی اس پر وقف تھا۔ الظاہر نے یورپ اور تاتار پر چند بار فتحین حاصل کین اس کی فتوحات اور

[1] حرمین شریفین کے مدرسون کا ذکر اعلام و شفاء الغرام تاریخ مین اجمالاً و تفصیلاً لکھا ہے۔ [2] مدرسہ عبد الباسط کے سوا باقی مدرسون کا ذکر علامہ سیوطی نے اجمالاً و تفصیلاً لکھا ہے۔ لیکن بہت سے زاید حالات تتمہ ابن خلکان و خود حسن المحاضرۃ کے مختلف مقامات سے لکھے ہین۔

نام مدرسہ	سنہ تعمیر یا افتتاح	بانی مدرسہ	بعض مدرسون کے نام	کیفیت
			مدرس حدیث - کمال الدین قرشی مدرس قرءۃ	اور بہت سی عالیشان تعمیرات و مصارف سلطنت کو تتمۂ ابن خلکان مین تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔
منصوریہ		ملک منصور قلاؤن المتوفی سنہ ۶۸۹ھ	ابوحیان - برہان الدین - امین الدین شاگرد ابن الہمام	یہ مدرسہ نہایت عظیم الشان تھا علامہ قیطی مصنف ابن خلکان نے لکھا ہے۔کہ یہ مدرسہ اور اُس مین جو ہسپتال تھا۔ بینظیر خیال کئے گئے ہین ملک منصور بڑی سطوت و جبروت کا بادشاہ تھا۔اور اس کے خاندان نے اکثر یورپ پر فتحین حاصل کین

نام مدرسہ	سنہ تعمیر یا افتتاح	بانی مدرسہ	بعض مدرسون کے نام	کیفیت
ناصریہ	سنہ ٧٠٣ھ	ناصر محمدؒ ولد قلاؤن المتوفی سنہ ٧٤١ھ		اس مین چارون مذہب کا درس ہوتا تھا۔ یہ مدرسہ نہایت پر شوکت تھا۔ اور دروازے پر ہر وقت چوکی پہرہ رہتا تھا۔
خانقاہ بیبرسیہ	سنہ ٧٠٦ھ	امیر رکن الدین بیبرس		قاہرہ مین اس سے بڑی کوئی خانقاہ نہین ہے۔ اس مین جو کنگرہ تھا۔ وہ بغداد کے ایوان خلافت سے نکالکر آیا تھا۔ اور بطور یادگار فتح اس مین لگایا گیا تھا۔
خانقاہ شیخو ودیار شیخونیہ	سنہ ٧٥٦ھ	امیر کبیر سیف الدین افسر امرای جمداریہ	اکمل بن محمود بابرتی جن کا حاشیہ ہدایہ پر عنایہ کے نام سے مشہور ہے۔ مدرس	علامہ سیوطی نے بہت سے مدرسین کے نام لکھے ہین جو اس مین وقتاً فوقتاً

نام مدرسہ	سنہ تعمیر یا افتتاح	بانی مدرسہ	بعض مدرسون کے نام	کیفیت
			حنفی تھے۔ شیخ بہاؤالدین بن علامہ تقی الدین سبکی مدرس شافعی شیخ خلیل مصنف مختصر مدرس مالکی قاضی القضاۃ موفق الدین مدرس حنبلی۔ جمال الدین عبد اللہ بن صوفی مدرس حدیث	فقہ اور حدیث کے درس کے لئے مقرر ہوئے۔
صرغتمشیہ	۷۵۷ھ	صرغتمش۔ افسر امرائی جمداریہ	قوام اتقانی مدرس حنفی	اس کی عمارت نہایت بلند اور پُر تکلف تھی۔
ظاہریہ جدیدہ	۷۸۸ھ		علاؤ الدین مدرس حنفی اوحد الدین رومی مدرس شافعی شمس الدین بن تکین مدرس مالکی صلاح بن الاعمی مدرس حنبلی احمد زادعمی	۱۲۔ رجب کو کھولا گیا۔ شعرا نے اس کی شان مین قصیدے لکھے۔ بادشاہ نے نہایت تکلف سے ایک عام دعوت کی

اشرفیہ۔ ملک اشرف سیف الدین ابو النصر الدقماق نے جس نے ۸۲۹ھ مین قبرس فتح کیا۔ یہ مدرسہ نہایت زر خطیر کے صرف سے تیار کرایا۔ اور بہت سی آمدنی اس پر وقف کی۔ (اعلام صفحہ ۲۰۷) اسکندریہ و قاہرہ کے یہ وہ مدرسے ہین۔ کہ ہر ایک کو کالج بلکہ یونیورسٹی کہنا چاہیئے علامہ سیوطی نے ان کو (بجز اخیر مدرسے کے) امہات مدارس مین لکھا ہے۔ اور مصر کے اور بہت سے مدرسون مثلاً فخریہ۔ فاضلیہ۔ سیفیہ۔ معزیہ۔ مشہد نفیسی۔ مدرسہ قایتبائی۔ جمالیہ۔ دار المامون۔ عاشوریہ۔ خشابیہ۔ کہاریہ۔ وغیرہ کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ اکثر ان کے مدرسین کے نام فقہائے مصر کے ذیل مین لکھے ہین۔

تعلیم کے سلسلۂ تاریخ مین سلاطین ترک کا زمانہ تمام پچھلے زمانون سے زیادہ نمایان اور تابندہ ہے۔ ترکی مدارس بہت سی خصوصیات مین اولیت کا دعوی کر سکتے ہین۔ اور اس بات کا جائز حق رکھتے ہین۔ کہ تاریخ کے صفحون مین تمام پچھلے مدرسون کے سلسلون سے الگ لیکن ممتاز موقع پر جگہ لین۔ گذشتہ عہدون مین مدرسے آپس مین کوئی انتظامی تعلق نہین رکھتے تھے۔ بلکہ بعض حالتون مین یہ کہنا چاہیئے۔ کہ وہ باہمی اختلاف کی ایک تحریک دلانے والی مثال تھی۔ لیکن مدارس ایک انتظامی رشتہ مین منسلک تھے۔ اور یہ کہنا چاہیئے۔ کہ ایک ہی خاندان کی اولاد تھے۔ پچھلے عہد مین تمام مدرسے محض مذہبی مدرسے تھے اگرچہ ان مین اور علوم بھی پڑھائے جاتے تھے۔ لیکن ترکون کا سر رشتۂ تعلیم پولٹیکل حیثیت رکھتا تھا۔ وہ سلطنت کے لئے لائق فائق

---

[1] ترکی کے سفر مین مجھ کو اس رائے سے رجوع کرنا پڑا۔

عہدہ دار پیدا کرتا تھا۔ تمام مدرسے ایک یونیورسٹی کے تابع تھے۔ اور طلباء و مدرسین درجہ بہ درجہ ترقی حاصل کرتے تھے۔ مدرسین کیلئے پنشن کا حق جو ترکی حکومت مین نہایت فیاضانہ طور پر قائم کیا گیا تھا اسلامی تاریخ مین غالبًا پہلی ایجاد تھی۔ یہ تعجب ہے۔ کہ اکثر حالتون مین پنشن اصل تنخواہ کے برابر ہوتی تھی۔ ترکون کے عہد مین تنخواہین بھی اکثر بیش قرار تھین۔ بڑے بڑے مدرسون مین مدرس کو اکثر ساٹھ یا اسی درہم[1] روزانہ ملتے تھے۔ اور بعض حالتون مین یہ تعداد سو بلکہ دو سو درہم یومیہ تک پہنچ جاتی تھی۔ ہم اس موقع پر تاریخ اٹومین کا کچھ انتخاب نقل کرتے ہین۔

History of The Ottoman Turks by Sir Edward Easy M.A. late Chief Justice of Cylone. London

جس سے ترکی مدرسون کی نسبت ایک معقول رائے قائم کی جاسکتی ہے۔ یہ مورخ ترکی خاندان کے آئین ملکی اور عام انتظامات کے ذیل مین لکھتا ہے "محمدؒ ثانی سے جو بادشاہ پہلے ہوئے۔ وہ اور ان مین خاصکر ارخان کو مدرسے اور کالجون کے قیام کا ازحد شوق تھا۔ لیکن محمدؒ ثانی ان سب سے بڑھ کر نکلا۔ اور اس کے زمانے مین تعلیم کا بڑا چرچا ہوا۔ اور عالم لوگ بڑے بڑے عہدے پانے لگے۔ قسطنطینہ کا فاتح بخوبی جانتا تھا۔ کہ سلطنت کے قیام اور

[1] درہم جس چیز کا نام ہے۔ اس سے مراد وہ سکہ ہے۔ جس کو آجکل قرش کہتے ہین۔ اور یہ کل ۲ کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے یہ تنخواہین بیش قرار نہین رہتین۔

وسعت کے لئے علاوہ جوانمردی اور قواعد دانی کے کچھ اور بھی ضروری ہے۔ چونکہ وہ خود لکھا پڑھا تھا۔ اس لئے اس نے اپنی رعایا کی تعلیم مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا۔ محمدؐ نے علاوہ ابتدائی مدرسون کے جو مکتب کے نام سے مشہور ہین۔ اور ہر گاؤن مین کثرت سے پائے جاتے ہین۔ بڑے بڑے مدرسون کی بنیاد ڈالی۔ طالب العلمون کو دس مختلف مضامین مین تعلیم ہوتی تھی۔ صرف و نحو۔ منطق۔ تاریخ۔ زبان۔ طرز تحریر۔ علم فصاحت و بلاغت۔ اقلیدس۔ ہیئت۔ جو طالب علم ان دسون مضامین مین دستگاہ کامل حاصل کرتے تھے۔ دانشمند کا خطاب پاتے تھے۔ یہی سب مضامین مثل اور مولوی فاضلون کے چھوٹے لڑکون کو پڑھاتے تھے۔ دانشمندون کو ابتدائی مدرسون کی اعلیٰ مدرسی ملتی تھی۔ لیکن جماعت علماء مین داخل ہونے کے لئے بہت کچھ قانون (فقہ سے مراد ہے) پڑھنا اور متواتر امتحان دینے ہوتے تھے اور درجہ بہ درجہ سند پاتے تھے۔ یہ تعلیم بے شبہ اسی تعلیم کے مطابق ہے جو پندرہوین صدی مین پیرس اور کیمبرج مین دی جاتی تھی۔ اور اس بات کا بہت خیال کیا جاتا تھا۔ کہ علماء مین صرف وہ لوگ داخل ہون۔ جو ذی علم اور ذی لیاقت ہون۔ ان لوگون کو بڑی عزت اور فیاضانہ مدد اور خاص حقوق ملتے تھے اسی جماعت علماء مین سے بڑے کالجون کے اعلیٰ مدرس۔ قاضی۔ مفتی اور جج مقرر ہوتے تھے۔ مسجدون کے امام اور واعظ علماء کے بعد ہین۔ دنیا مین بجز ترکی کے کوئی ایسا ملک نہین۔ جہان علمائے مذہب ایسے ذی اختیار اور حکم شرع ایسا قوی ہو۔ عثمانی اس بات مین بڑے قابل عزت ہین۔

کہ وہ لوگ مدرسوں اور علماء کی بڑی عزت کرتے ہین۔ جس کا نشان بھی عیسائی قومون مین نہین پایا جاتا۔

ترکون مین ارخان (لورپہ ۷۲۶ھ) پہلا فرمان روا تھا۔ جس نے مدرسون کی بنیاد ڈالی۔ اس کا ازنیق کا مدرسہ نہایت نامور ہوا۔ داؤد قیصری جن کی شرح فصوص الحکم مشہور ہے۔ اور علاؤالدین شارح وقایہ وغیرہ مدرس تھے۔ سلطان مراد کے زمانے مین اُس کے مدرس اعظم کی تنخواہ ماسو ۵ درہم یومیہ تھی۔ ارخان کے جانشینون نے اس سلسلہ کو بہت ترقی دی۔ اور محمد خان فاتح کے عہد مین حد کمال کو پہنچ گیا۔ محمد خان نے بچپن مین عمدہ تعلیم حاصل کی تھی۔ لیکن اُس کا علمی شوق اتنا بڑھا ہوا تھا۔ کہ حکومت کے زمانے مین بھی وہ طالب العلمی کرتا رہا۔ اور علامہ خواجہ زادہ۔ علامہ ابن الخطیب وغیرہ علماء خاص اس کے پڑھانے پر مقرر تھے۔

محمد فاتح نے ۸۶۶ھ مین بمقام قسطنطنیہ ایک بڑی یونی ورسٹی کی بنیاد ڈالی جس کے ماتحت آٹھ کالج تھے۔ اور سب کے ساتھ جداگانہ بورڈنگ تھے۔ یہ عظیم الشان عمارت جب ۸۷۵ھ مین تمام ہوئی علاءالدین طوسی۔ خواجہ زادہ۔ مُلا عبدالکریم۔ محمد بن مصطفےٰ۔ اور بہت سے علماء مدرس مقرر ہوئے۔ جن مین سے اکثر کی تنخواہ سو درہم یومیہ تھی محمد خان خود بھی ان مدرسون مین درس کے وقت کبھی کبھی شریک ہوتا تھا۔ ایک بار علامہ علاءالدین طوسی کے درس مین حاضر ہوا۔ شرح عضد سید شریف کا درس ہو رہا تھا۔ علامہ کی حسن تقریر سے ایسا محظوظ ہوا۔ کہ رہ رہ کر کھڑا ہو جاتا تھا۔ سبق ختم ہوا۔ تو دس ہزار درہم علامہ کو

اور پانسو درہم طلباء کو صلہ دیا۔ علامہ علاء الدین قوشجی کو مدرسہ ایاصوفیہ کا مدرس اعظم کیا۔ اور دو سو درہم یومیہ تنخواہ مقرر کی۔ علامہ قوشجی کی شرح تجرید و خواجہ زادہ کے محاکمہ تہافت الفلاسفہ میں امام غزالی نے شہرت عام حاصل کی ہے۔ یہ محاکمہ بھی محمد خان کی فرمائش سے لکھا گیا تھا جس کے صلے مین اس نے دس ہزار درہم عنائت کئے تھے۔

بایزید خان نے جو ۸۸۶ھ مین تخت نشین ہوا۔ اور بہت سے مدرسے قائم کئے۔ اور اس زمانے مین مدرسین کے علاوہ جتنے نامور علماء تھے۔ سب کی تنخواہین بہ شرح دس ہزار عثمانی سالانہ مقرر کر دین۔

جو لوگ شرح مفتاح سکاکی کا درس دیتے تھے۔ ان کی تنخواہ چار ہزار سالانہ مقرر کی۔ حرمین شریفین کے فقہا کے لئے چودہ ہزار اشرفی سالانہ کا حکم دیا۔ سلطان سلیمان نے جو ۹۲۶ھ مین سریر حکومت پر بیٹھا۔ علاوہ اور مدارس کے ۹۷۲ھ مکہ معظمہ مین چار بڑے بڑے مدرسے تعمیر کرائے۔ قاضی مکہ نے بنیاد کا پتھر رکھا۔ اور تمام علماء نے ان کی متابعت کی۔ ہر مدرس کی تنخواہ اس وقت ۵۰ عثمانی یومیہ پھر سو عثمانی مقرر ہوئی۔ ان مدرسون مین طب و حدیث کا بھی درس ہوتا تھا قسطنطنیہ مین بہت سے عمدہ مدرسے بنوائے۔ اور چھ سو طلباء کا وظیفہ مقرر کیا۔ (عقد المنظوم فی افاضل الروم) سلطان سلیم نے پچھلی کوششون مین اور بہت کچھ اضافہ کیا۔ مراد نے جو ۹۸۲ھ مین تخت نشین ہوا۔ مکہ معظمہ مین بمقام صفا ایک مدرسہ بنوایا جس مین ایک مدرس ایک معید اور بیس دانشمند تھے[1]

---

[1] ترکی مدارس کے متعلق جو کچھ مین نے لکھا ہے۔ آثار الدول قرمانی و اعلام و شفاء الغرام ہر دو تاریخ مکہ و شقائق نعمانیہ فی علماء الدولۃ العثمانیہ و عقد المنظوم فی ذکر افاضل الروم سے لکھا ہے۔

ترکون کی علمی تاریخ کا ہم نے نہایت چھوٹا حصہ اور وہ بھی نہایت اختصار کے ساتھ ناظرین کے سامنے پیش کیا ہے۔ ترکون کی حکومت کو کم و بیش آج چھ سو برس ہوئے۔ اس وسیع مدت مین بیسیون سلاطین۔ سینکڑون وزراء۔ ہزارون اہل منصب نے نہایت حوصلہ مندی سے فیاضیان دکھائین۔ ایک مختصر سے آرٹیکل مین ان کی اجمالی صورت بھی نہین دکھائی جا سکتی۔

شقائق نعمانیہ فی علماء الدولۃ العثمانیہ۔ وعقد المنظوم فی ذکر الافاضل الروم۔ ان دو تاریخون مین ارخان کے عہد سے ٩٨٤ھ تک کے علماء مذکور ہین۔ ان کے حالات مین ترکی مدارس کا ذکر بھی ضمناً آجاتا ہے۔ اگر کوئی چاہے۔ تو انھی دو کتابون سے قریباً دو سو کالجون اور مدرسون کی فہرست بنا سکتا ہے۔ جن مین تمام علوم درسیہ پڑھائے جاتے تھے۔ اور جن کے بانیون۔ مدرسون کی شرح تنخواہ کا حال ان تاریخون مین کسی قدر تفصیل سے مل سکتا ہے۔ اس موقعہ پر ہم جریًا للعادۃ ایک مختصر سا نقشہ درج کرتے ہین جس مین چند بڑے بڑے نامور کالجون کا ذکر اور ان کے اجمالی حالات ہین۔

نام مدرسہ	مقام مدرسہ	بانی	شرح تنخواہ مدرسین	کیفیت
مرادیہ	بروسہ	سلطان مراد بویع ٧٦١ھ	۳ یومیہ یعنی ۱۸۰۰ ماہوار	اسی طرح تمام مدرسین کی تنخواہین
سلطانیہ	"	سلطان بایزید خان	۵	جو لکھی ہین۔ یومیہ

نام مدرسہ	مقام مدرسہ	بانی	شرح تنخواہ مدرسین	کیفیت
قاسمیہ	؍؍	قاسم پاشا	صہ	تحقیق - ترکون
مناستر	؍؍		صہ	مین تنخواہ کا حساب
محمدیہ	؍؍	سلطان محمد خان اول	صہ	یوم سے ہوتا ہے
مرادیہ	قیلوچہ	سلطان مراد بن محمد خان	سہ	
مرادیہ	بروسہ	؍؍	صہ الی لہ	ملا نعمت اللہ المعروف بروشنی زادہ
حلبیہ	ادرنہ		صہ	
محمودیہ	قسطنطنیہ	محمود پاشا وزیر اعظم	صہ	عرب زادہ
مرادیہ	؍؍	مراد پاشا	.	
قلندریہ	؍؍		صہ	
مدرسہ ابی ایوب	؍؍		لہ	
بایزیدیہ	؍؍	بایزید خان	مار	
بایزیدیہ	اماسیہ	؍؍	لہ	
ابراہیمیہ	قسطنطنیہ	ابراہیم پاشا	.	
مدرسہ علی پاشا	؍؍	علی پاشا	صہ	
مدرسہ مصطفیٰ	قسطنطنیہ	مصطفیٰ پاشا	صہ	
رستمیہ	؍؍	رستم پاشا وزیر کبیر	صہ	شمس الدین

نام مدرسہ	مقام مدرسہ	بانی	شرح تنخواہ مدرسین	کیفیت
				خلف مفتی ابو السعود مفسر مدرس تھے۔ سترہ برس کے سن مین اس مدرسے کے مدرس اعظم مقرر ہوئے۔ ۹۱۰ھ مین وفات پائی
قاسمیہ	"	قاسم پاشا	صہ	ملا محمد خلف مفتی ابو السعود توفی ۹۷۱ھ
سلیمانیہ	"	سلطان سلیمان بن السلیم	صہ	
"	"	"	"	
داؤدیہ	"	داؤد پاشا	صہ	
پیریہ	"	پیری پاشا	صللعہ	
سنانیہ	"	سنان چینیکچی	صہ	
سلیمیہ عتیقیہ	قسطنطنیہ	سلطان سلیم بن سلیمان	سہ	

نام مدرسہ	مقام مدرسہ	بانی	شرح تنخواہ مدرسین	کیفیت
سلیمیہ جدیدیہ	”	سلطان سلیم بن سلیمانشاہ	صہ وسہ	
مدرسہ ست خاتون	”	ست خاتون	للعہ	
خاصکیہ	”	زوجۃ السلیمانخان		
مدرسہ خانقاہ	”	”	صہ	ملا نعمت اللہ المعروف بروشنی زادہ
مدرسہ طرابزون	طرابزون	والدہ سلطان سلیم	صہ	
دار الحدیث	قسطنطنیہ	سلطان سلیمانخان	مار	ملا کوسج امین
مدرسہ خسرویہ		امیر الامراء خسرو	صہ	
سلیمانیہ	دمشق	سلطان سلیمانخان	لہ	
مدرسہ اطنہ	اطنہ	پیری پاشا	صہ	
گلیوزہ		مصطفیٰ پاشا	صہ	
دار الحدیث	ادرنہ		مار	ملا شمس الدین قاضی زادہ مدرس تھے
احمدیہ	چورسلے	احمد پاشا وزیر اعظم	صہ	ملا کوسج امین
سلیمانیہ	ورنیق	سلیمان پاشا	صہ	

نام مدرسہ	مقام مدرسہ	بانی	شرح تنخواہ مدرسین	کیفیت
گلیوزہ افضلیہ	قسطنطنیہ	مصطفےٰ پاشا	۵۰	

اخیر مین مجھ کو یہ بھی بتا دینا چاہئے۔ کہ ترکی مدارس کو جو ترجیح ہے۔ اور جس کا مین اعتراف کر چکا ہون۔ وہ زیادہ تر سلسلہ انتظام۔ اُصول۔ ترقی۔ انضباط قواعد۔ کثرت مصارف کی رو سے ہے۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہان کے تعلیم یافتہ طلباء کو باقاعدہ ملکی عہدے ملتے تھے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ جس قدر پولیٹکل پلہ بھاری ہوا۔ کمال علمی کا وزن کم ہوتا گیا۔ یہی بات ہے۔ کہ چھ سو برس کی مدت مین ان مدارس سے ایسے کم لوگ اُٹھے جو حکیم یا محقق کا لقب حاصل کر سکے۔ علامہ ابن خلدون نے تو کلیتہً نفی کی ہے۔ لیکن اگر صاحب کشف الظنون کی فہرست حکما تسلیم بھی کر لی جائے۔ تاہم اس کا اختصار ترکون کے وسیع سلسلہ حکومت سے موزون نسبت نہین پیدا کر سکے گا حقیقت یہ ہے۔ کہ ایشیا کی تاریخ مین کمال کو دنیوی جاہ و منصب کی خواہش سے کم تعلق رہا ہے۔

ہمارے آرٹیکل کا یہ حصہ جس مین خاص قسم کے مدارس اور دار العلوم سے بحث ہے۔ ختم کے قریب ہے۔ اور صرف دو نامون کی جگہ اس مین اور خالی ہے یعنے اندلس (اسپین) و ہندوستان اس بات کا ہم کو بھی افسوس ہے۔ کہ اسپین جو تیغ و قلم دونون مین خلافت

بغداد کا حریف مقابل تھا۔ اس خاص سلسلہ مین سب سے اخیر نمبر پر ہے۔ ہم قرطبہ (کارڈوا)۔ غرناطہ (گرینڈا) کی شہرت اور عظمت کے منکر نہین ہین۔ قرطبہ کے نقشے مین ہم ۳۸۳۷ مسجدین ۷۰۰ حمام ۱۱۳۰۰۰ عام رعایا کے مکانات دیکھتے ہین۔ قصر الزہرا کامل۔ مجدد۔ قصر لحائر۔ روضتہ۔ مبارک۔ قصر السرور۔ رشیق۔ تاج بدیع کے بلند اور زیب و زینت سے معمور عمارتین بھی ہماری آنکھون کے سامنے ہین۔ لیکن اس تمام وسعت مین کسی کالج یا اسکول کا ہم کو نشان نہین ملتا۔ بے شبہ قرطبہ کی علمی شہرت بغداد سے کم درجے پر نہین رہی۔ بے شبہ یورپ کی استادی کا فخر اسپین ہی کا خاص حصہ ہے۔ لیکن اس وقت اصطلاحی مدارس سے بحث ہے۔ جس کے معنے اتنے ہی تک محدود ہین۔ کہ خاص درس و تدریس کی غرض سے کوئی عمارت طیار کی گئی ہو۔ اسپین کی بخاطر فداری علامہ مقریزی سے زیادہ کوئی شخص نہین کرسکتا۔ جو اسپین کی ایک ایک خوبی کو تمام اور ممالک اسلامیہ کے سامنے اس دعوے سے پیش کرتا ہے کہ وہ تم ایک کا بھی جواب لا سکتے ہو۔ تاہم اس محقق اور وسیع النظر مورخ نے صاف صاف اقرار کیا ہے۔ کہ وہ تمام اسپین مین ایک بھی مدرسہ نہین تھا۔ صرف مسجدون کے صحن تھے۔ جن مین تمام علوم و فنون پڑھائے جاتے تھے۔ نوسر صاحب کی تاریخ اسپین و نظم الممالک و چیمبرس انسائیکلوپیڈیا وغیرہ مین اسپین کے مدرسون کا جو ان اجمالاً ذکر کیا گیا ہے

۱؎ یہ سب قرطبہ کے عالیشان ایوانات و باغات کے تام ہین۔ ۱۲۰ ۔۔۔ دیکھو۔ نفح الطیب تاریخ اندلس مطبوعہ فرانس جلد اول صفحہ ۱۲۶۔

غالبًا اس سے اسی قسم کی عام درس گاہین مراد ہین۔

ہندوستان کے تذکرے مین ہم کو بے خطر کہنا چاہیے۔ کہ اس سرزمین پر شاید ایک بھی علمی عمارت نہین قائم ہوئی۔ لیکن اس ملک کی عام علمی فیاضیون کا انکار نہین ہوسکتا۔ اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہان عالمگیر کے خزانے شاہی سے عمومًا ان لوگون کے لئے جاگیرین اور وظیفے مقرر تھے۔ جو بطور خود درس وتدریس کرتے رہتے تھے۔ دولت ترکیہ اس قدر بے انتہا صرف اور سعی و اہتمام کے ساتھ بھی اصل نتیجہ مین دولت تیموریہ سے کچھ فائق نہین ہے۔ شمس الدین فناری قاضی زادہ۔ خواجہ زادہ۔ علامہ قوشجی۔ ابن المویدوغیرہ کے مقابلے مین جن کو صاحب کشف الظنون حکماء کا لقب دیتے ہین۔ ہم ملا محمود جونپوری۔ ملا نظام الدین محب اللہ بہاری۔ حمداللہ۔ بحر العلوم۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو کسی قدر ترجیح کے ساتھ پیش کر سکتے ہین۔

جن مدرسون کے حالات ہم لکھ آئے ہین۔ اکثر مذہبی یا عقلی علوم کے درس کے لئے تھے۔ صنعتی مدارس کے متعلق ہماری واقفیت نہایت محدود ہے۔ اسلامی ملکون مین عمدہ صنعتون کے بہت سے آثار موجود ہین۔ مگر ان کی تعلیم کے کسی مرتب سلسلے کو ہم نہین معلوم کر سکتے ہین۔ فنون جنگ مین مسلمانون کی ترقی اب بھی دنیا کی موجودصورت سے عیان ہے۔ اور مسٹر ایڈورڈ کریی صاحب نے یورپ مین ترکون کی فتوحات کو اسی امر سے منسوب کیا ہے۔ لیکن ہم عبد المومن سلطان مراکو کے مدرسہ حربیہ کے سوا اور کسی حربی تعلیم گاہ کے حالات سے واقف نہین ہین۔ جر اکسمہ

لہ مین اس بات کا اعتراف کرتا ہون۔ کہ میری یہ تحقیق صحیح نہین ثابت ہوئی۔ ہندوستان مین بہت سے مدارس تعمیر ہوئے تھے۔ گو اب ان کا نام و نشان باقی نہین رہا۔۱۲

کے عہد مین جو عمدہ فوجین تیار ہوئین۔ اس کا یہ طریقہ تھا۔ کہ ترک اور
چرکس غلام جو خرید کر کے آتے تھے۔ ان کو پہلے قرآن اور معمولی خط و
کتابت و کسی قدر حساب سکھایا جاتا تھا۔ پھر فقہ کی تعلیم ہوتی تھی۔ اور
بعض تیز طبع نوجوان حتد بہ لیاقت تک پہنچ جاتے تھے۔ اس کے بعد
نیزہ بازی اور تیر اندازی اور پھر شہسواری سکھائی جاتی تھی۔ جو اُن کی
تعلیم کا انتہائی زینہ تھا۔ لیکن یہ طریقہ بھی کسی باقاعدہ ہیئت اجتماعی کی
صورت نہین رکھتا تھا۔ اور غالباً تمام ممالک اسلامیہ مین حربی تعلیم
کا یہی انداز تھا۔ خلیفہ عبد المومن بن علی کا مدرسہ حربیہ خاصۃً قابل
ذکر ہے۔ جس کی تفصیل ہم ہسٹری آف ڈومنیئن آف اسپین مصنفہ
کانڈی سے قریب قریب اسی کی لفظون مین نقل کرتے ہین۔

اس نے (عبد المومن) نے ایک اسکول لڑکون کے لئے بنایا جسمین
صرف علوم ہی نہین۔ بلکہ سپاہ گری کے کام بھی سکھائے جاتے تھے۔ کیونکہ
وہ یہ نہین چاہتا تھا۔ کہ صرف پڑھے لکھے قاضی تیار ہون۔ بلکہ اس کی
خواہش تھی۔ کہ لائق لائق گورنر ملکون کے لئے اور فائق گروہ قضاۃ
شہرون کے انتظام کے لئے پیدا ہون۔ بلکہ بڑے بڑے جنرل اور اچھے
جنگ آور اُس کے اسکول سے تعلیم پاکر نکلین ان کالج اور اسکولون
مین وہ مصامدہ اور دوسری قومون کے شریف خاندانون سے جو اُن کے
ملک مین رہتے تھے۔ لڑکے جمع کرتا تھا۔ جن کی تعداد تین ہزار تھی۔
اور جو قریب قریب ایک ہی عمر ہونے کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ گویا ایک ہی دن کے پیدا ہین۔ یہ لڑکے حافظ اور طالبین کہلاتے تھے

---

۵۰ دیکھو تاریخ مذکور جلد ثانی۔ صفحہ ۵۷۴۔ مطبوعہ لندن ۱۸۵۴ء

کیونکہ وہ موطا۔ یا اصول المہدی حفظ یاد کرتے تھے۔ اور ایک دوسری کتاب بھی پڑھتے تھے۔ جس کا نام مایطلبہ القاضی تھا۔ حافظین کو بادشاہ جمعہ کے دن الکورزمین جمع کیا کرتا تھا جس دن کہ وہ ازالہ جایا کرتا تھا وہ ان کو حکم دیتا تھا۔ کہ ہفتہ بھر کا پڑھا اس کے سامنے دُہرائین۔ ہفتے مین ایک دُوسرے دن ان کو حکم دیتا تھا۔ کہ شہسواری۔ ہتھیاروں کے کرتب نیزہ بازی۔ گھوڑ دوڑ اور بہت سی مشقون کا جو سپاہیون کے لئے ضرور ہین۔ تماشا دکھائین۔ تیسرے دن ان کی تیر اندازی کی مشق دیکھتا تھا۔ اور ایک اور دن ان کی شناوری کی استادیان ملاحظہ کرتا تھا۔ جس کے لئے اس نے اپنے باغ مین ایک بڑا وسیع تالاب بنوایا تھا جو تین سو قدم لمبا اور اتنا ہی چوڑا تھا۔ تالاب مین مختلف قسم کی کشتیان اور اور قسم کی جو کہ خود اس نے ایجاد کی تھین اور اس وضع کی اس سے پہلے کبھی نہین دیکھی گئی تھین پڑی رہتی تھین۔ وہ ان کشتیون پر حافظین کو سوار کراتا تھا جنمین بیٹھ کر ایک دوسرے پر حملہ کرنے اور اپنے آپ کو بچاتے مین وہ بڑی پھرتی اور چالاکیان دکھلاتے تھے۔ عبد المومن خود اُن کو کشتیان کے کھینے اور کسی خاص سمت لے جانے اور تمام اُن اعمال کے طریقے بتاتا تھا۔ جو سمندر مین جہازون کے استعمال کے لئے ضروری ہین۔ اس طرح پر ہفتے کا ہر ایک دن کام مین لایا جاتا تھا۔ اور ہر کام کے لئے ایک خاص دن مقرر تھا۔ یہ لڑکے بڑے جوش سے اپنا کام کرتے تھے۔ بوجہ ان گران قدر انعامون کے جو کہ عبد المومن کی طرف سے ان نوجوانون کو دئے جاتے تھے۔ جنہون نے فتح حاصل کی ہے۔ یا اپنے فرائض مین زیادہ مشتاق ہین۔ یہ سب خرچ عبد المومن خود دیتا تھا۔ یہان تک کہ ہتھیار اور

گھوڑے بھی اسی کے عنایت کئے ہوئے تھے۔ ان حافظین مین ۱۲ لڑکے
خود عبد المومن کی اولاد تھے۔ جو ہتیارون کے کام اور دوسری قسم کی
مشاقیون مین نہایت برگزیدہ اور ممتاز تھے۔

یہ سب مدرسے وہ تھے۔ جو ممالک اسلامیہ مین قائم ہوئے لیکن مسلمانون
کی علمی فیاضی اس وسیع دائرے مین بھی محدود نہ تھی۔ انہون نے یورپ
کے خاص شہرون مین بھی رصدخانے صنعت گاہین اور مدرسے قائم کئے
جن مین سے ایک کا ذکر گبن صاحب کی تاریخ سے انہی کے الفاظ مین
کرتا ہون۔ وہ رومن امپائر حصہ مسلمانان فتح سلرنو کے ذیل مین
لکھتے ہین "افریقہ۔ اور ہسپانیہ اور سسلی مین جو عرب کی نوآبادیان
تھین۔ اُن کو یونانی دواؤن سے واقفیت حاصل ہوئی۔ اور بوجہ
اجتماع جنگ وصلح علم کا پرتو سلرنو جیسے مشہور شہر مین چمکا ایک مدرسہ
جو اوّل ہی اوّل فرنگستان کے زمانہ جہالت مین قائم ہوا۔ وہ فن جراحی
کے لئے مخصوص تھا۔ اس مفید اور صحت بخش پیشہ کے لئے پادریون اور
راہبون کی منظوری لے لی گئی تھی۔ اور بہت سے نامی گرامی مریض دور دور
مقامات سے سلرنو کے اطباء کے پاس رجوع کرتے تھے۔ یا اُن کو طلب
کرتے تھے۔ یہ اطباء نارمنڈی کی فتحیابیون کے ظلِ حمایت مین رہتے
تھے قسطنطین نام افریقہ کا ایک عیسائی انتیس برس بغداد مین رہ کر
اور زبان وعلم عربی کی تحصیل کامل کرکے بغداد سے واپس آیا۔
اس بو علی سینا کے شاگرد کے مطب اور ہدایات اور تحریرات سے
سلرنو مالامال ہوگیا"

دعویٰ نہین کیا جاسکتا کہ ارباب ذوق کی دلی خواہش کے مطابق جملہ کتابین فراہم ہوجاتی ہین تاہم اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہماری کوششین ایک بڑی حد تک بار آور ہوئین اور دشواریوں اور موانعات کے باوجود اکثر و بیشتر مشہور و مستند کتابین الناظر بُک ایجنسی کے ذخیرہ مین ہر وقت موجود رہتی ہین یا اُسکے دفتر سے فراہم کردی جاتی ہین۔ نثر اُردو کے عناصر خمسہ (جن کا اوپر ذکر کیا جاچکا ہے) کے علاوہ مرزا غالب مولانا ذکاء اللہ، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی۔ مولانا عبد الحلیم شرر۔ منشی سجاد حسین اڈیٹر اودھ پنچ۔ پنڈت رتن ناتھ سرشار۔ نواب محسن الملک۔ مولوی چراغ علی۔ مولوی عبد الرزاق کانپوری۔ مولانا راشد الخیری۔ خلیفہ محمد حسین۔ مولانا اسلم جیراجپوری۔ منشی جوالا پرشاد برق۔ مولوی سید علی بلگرامی۔ مسٹر سید محمود۔ مولوی عبد اللہ العمادی۔ حکیم محمد علیخان اڈیٹر مرقع عالم۔ خواجہ حسن نظامی۔ ڈاکٹر اقبال۔ مولوی عزیز مرزا۔ خواجہ غلام الحسنین۔ حافظ عبد الرحمن امرتسری۔ مولوی بشیر الدین احمد دہلوی۔ مولوی افتخار عالم مارہروی۔ مفتی انوار الحق۔ حضرت نیاز فتحپوری مولانا راشد الخیری۔ مولوی حامد علی صدیقی۔ جناب شوق قدوائی۔ مرزا محمد ہادی رسوا۔ حضرت سیماب اکبر آبادی۔ مولانا سید سلیمان ندوی۔ مسٹر ظفر عمر۔ مولوی ظفر علی خان۔ منشی پریم چند۔ رائے سری رام ایم اے۔ مسٹر سلطان حیدر جوش۔ حضرت ارشد تھانوی۔ مہاشہ پرکاش دید۔ مولوی رشید احمد انصاری۔ شیخ مشیر حسین قدوائی وغیرہ کی تقریباً مکمل تصانیف آپکو ایک کارڈ لکھنے پر فراہم کردیجاسکتی ہین۔ لہذا جملہ بہی خواہان اُردو و شائقین کتب کو صلائے عام دیجاتی ہے کہ آئندہ اُردو کی جو کتاب اُن کو درکار ہو اُسکے لیے فوراً ہمارے پاس فرمائش بھیجین کوئی کتاب موجود نہوگی تب بھی انشاء اللہ تعالیٰ منگا کر روانہ کیجائیگی۔

نوٹ:- وقتاً فوقتاً ہم نئی فہرستین شایع کرتے رہتے اور اخبارات مین اشتہارات دیتے رہتے ہین۔ نیز "الناظر" کے سرورق پر ہر مہینے ہماری فہرستین شایع ہوتی رہتی ہین جو صاحب چاہین دیکھین اور ضرورت جانین تو فہرست منگالین۔

خاکسار۔ ظفر الملک علوی اڈیٹر الناظر لکھنؤ

مولانا شبلی کی دوسری تصانیف

سیرۃ النبی صلعم جلد اول مجلد معہ وصہ جلد دوم مجلد عسہ/ وسے/

الفاروق سے/ دعا/ — الغزالی ۶/ وعہ

المامون عہ — سیرۃ النعمان عہ

سوانح مولاروم ۶/ وعہ — سفرنامہ مصر و روم و شام ۶/

آغاز اسلام ۱۲/ — بیان خرد ۱۰/

علم الکلام عہ — الکلام عہ

رسائل شبلی ۶/ — مقالات شبلی عہ

مضامین عالمگیر ۱۲/ — مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم ۱۰/

شعر العجم جلد اول سے/ جلد دوم عہ — موازنہ انیس و دبیر سے وسے/

جلد سوم ۶/ جلد چہارم ۶/ جلد پنجم ۶/ — مکاتیب شبلی ۲ جلد سے

مجموعہ کلام شبلی اردو ۱۲/ — مثنوی صبح امید ۴/

کتب خانہ اسکندریہ ۶/ — اسلامی حکومت ۲/

جہانگیر ۲/ — زیب النساء بیگم ۱/

دیوان شبلی فارسی عہ/ — بوئے گل فارسی ۴/

دستہ گل " ۳/ — برگ گل " ۴/

قصیدۂ امرتسر ۲/ — الانتقاد علی التمدن الاسلامی (عربی) ۸/

المشتہر: منیجر الناظر بک ایجنسی لکھنؤ